9/33

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۰ر جنوری ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

اَحَادِیثُ الرَّسُولِ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِی الْعِشَآءِ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْہُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشاء کی (نماز) میں "والتین والزیتون" پڑھتے ہوئے سنی۔ سو میں نے کسی کو آپ سے زیادہ اچھی آواز سے پڑھنے والا نہیں سنا ہے (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ لُبَابَۃَ بَشِیْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا" رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ،

مَعْنٰی "یَتَغَنّٰی": یُحَسِّنُ صَوْتَہٗ بِالْقُرْاٰنِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، کہ جو قرآن کریم کو اچھے طریقہ سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے ابوداؤد نے اسناد جید کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

"یتغنّٰی" کے معنی یہ ہیں، کہ اپنی آواز کو اچھا کر کے قرآن پڑھے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِقْرَأْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ" فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَقْرَأُ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ اُنْزِلَ؟ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَہٗ مِنْ غَیْرِیْ "فَقَرَأْتُ عَلَیْہِ سُوْرَۃَ النِّسَآءِ حَتّٰی جِئْتُ اِلٰی ہٰذِہِ الْاٰیَۃِ: فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ہٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا" قَالَ "حَسْبُکَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ فَاِذَا عَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، کہ میرے سامنے قرآن کریم پڑھو، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ص میں آپ کے سامنے پڑھوں، درآنحالیکہ قرآن کریم آپ پر نازل کیا گیا؛ آپ نے فرمایا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں، کہ اپنے علاوہ دوسرے سے سنوں، تو میں نے آپ کے سامنے سورۂ نساء پڑھی، یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچا (ترجمہ) پس کس طرح ہوگا، جب کہ پیش کریں گے ہم ہر قوم میں سے ایک گواہ، اور تم کو بھی اس امت کا گواہ قرار دیں گے آپ نے فرمایا، بس کافی ہے۔ جب میں نے پھر کر آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَافِعِ بْنِ الْمُعَلّٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُعَلِّمُکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَاَخَذَ بِیَدِیْ، فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَّخْرُجَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ؟ قَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

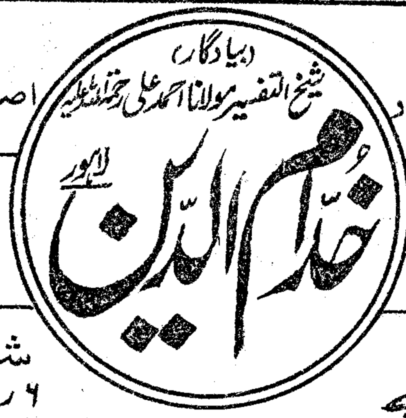
ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید رافع بن المعلی رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تجھ کو مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی سب سے بڑی سورت نہ بتلاؤں؟ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، پھر جب ہم نے مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ص آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھ کو قرآن کی سب سے بڑی سورت بتاؤں گا آپ نے فرمایا وہ "الحمد للہ رب العالمین" ہے اور یہ سات آیتیں ہیں (جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں) اور قرآن عظیم ہے، جو مجھ کو دیا گیا ہے (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ قِرَآءَۃِ قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ: اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّقْرَأَ بِثُلُثِ الْقُرْاٰنِ فِیْ لَیْلَۃٍ فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَیْہِمْ وَقَالُوْا: اَیُّنَا یُطِیْقُ ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ فَقَالَ: "قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، اَللّٰہُ الصَّمَدُ: ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "قل ہو اللہ احد" کے پڑھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یقیناً یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا، کہ کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لے تو صحابہ کرام رض کو یہ بات شاق معلوم ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ص کون اس چیز کی طاقت رکھتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝" تہائی قرآن کے برابر ہے — اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسلک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

خالص دینی و مذہبی و اصلاحی مجلہ ہفتہ وار



فون نمبر
۶۷۵۴۵

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ
۱۱ روپے

ششماہی چندہ
۶ روپے

جلد ۹	۱۰ جنوری سنہ ۶۴ء ۲۴ شعبان المعظم سنہ ۸۳ھ	شمارہ ۳۳

احترام رمضان اور حکومت پاکستان

بحمد اللہ تعالیٰ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے اور دنیا کے موجودہ نقشہ پر وہ واحد مملکت جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آئی اور جس کے قیام کے لئے لاکھوں مسلمان خاک و خون کی ہولی کھیلے اور لاتعداد عصمتیں درندہ صفت انسانوں کے ہاتھوں محض اس لئے پامال ہوئیں کہ اس خطۂ ارضی پر خدا کا نام سربلند ہو اور مدینے والے کے لائے ہوئے قانون اور دستورِ حیات کا نفاذ عمل میں آسکے۔ مگر افسوس سولہ ۱۶ سال کا طویل عرصہ گزر گیا، حکومتیں گردش ایام کے ساتھ بدلتی چلی گئیں لیکن کارپردازانِ مملکت کی مسلسل یقین دہانیوں کے باوجود یہ خواب تا حال شرمندۂ تعبیر نہیں ہوا بلکہ بعض صورتوں میں احکام اسلامی کی خلاف ورزی ہی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے اس صورتِ حال پر مشرقی پنجاب، دہلی، یوپی و بہار اور مغربی بنگال کے گلی کوچوں میں بہا ہوا خونِ مسلم لازماً پاکستانی مسلمانوں کا شکوہ سنج اور اسلام سے ان کی بے وفائیوں کا گلہ گزار ہو گا۔ کاش موجودہ حکومت شہیداں وطن کی اس پکار پر کان دھرے اور جلد از جلد کتاب و سنت کے قانون کو اس ملک میں نافذ کرے۔

چند دن تک رمضان المبارک کا چاند مطلعٔ فلک پر نمودار ہونے والا ہے اور چونکہ قرآن عزیز اسی ماہِ مبارک میں نازل ہوا تھا اس لئے رمضان المبارک کے ساتھ قرآن عزیز کی مناسبت واضح اور روشن ہے۔ چنانچہ ہم اپنی معزز حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسی ماہِ مبارک سے دستور قرآنی کے نفاذ کی طرف پہلا عملی قدم اٹھائے اور اپنے اسلام دوستی کے دعاوی کی صداقت کا ثبوت فراہم کرے۔

عملی اقدام کے آغاز کی کم سے کم صورت یہ ہو سکتی ہے کہ حکومت لوگوں سے زبردستی اور قانوناً رمضان المبارک کا احترام کرائے۔ اور شریعت حقہ کا مذاق اڑانے والی زبانوں کو آہنی لگام دے۔ اوقاتِ روزہ کے دوران ہوٹلوں میں سرِعام اور کھلے بندوں کھانا پینا قانوناً جرم قرار دے، لاریوں، ریل گاڑیوں اور بازاروں میں دن کے وقت سگرٹ نوشی سختی سے روک دی جائے، ریڈیو پاکستان سے فلمی اور بیہودہ گانوں کی نشر و اشاعت فوراً بند کر دی جائے اور اس کی جگہ قرآن خوانی، فضائل رمضان و قرآن پر تقاریر، شریعت کے مطابق نعتیہ کلام، علمی نشریات اور خبریں براڈکاسٹ ہوتی رہیں سینماؤں پر پابندی عائد کی جائے اور چکلے اور فحاشی کے اڈے ختم کر دیئے جائیں اور یہ کوئی ایسا اقدام نہیں جو حکومت آسانی سے نہ کر سکے اور جس کی بجا آوری میں مشکلات کے پہاڑ حائل ہوں۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر حکومت مندرجہ بالا تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی سعی کرے تو نہ صرف اسلام پسند حلقوں میں اس کا وقار بڑھے گا بلکہ خداوند قدوس کی نصرتیں بھی مملکتِ خداداد کے شاملِ حال ہو جائیں گی اور اس طرح ملک فضلِ ایزدی سے دن دونی رات چوگنی ترقی کرے گا

علماء اسلام سے ہماری اپیل ہے ....

.... کہ وہ اس سلسلے میں اپنی پوری مساعی بروئے کار لائیں اور عوام سے درخواست ہے کہ وہ خدا کے خوف کو دل میں جگہ دیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی لاج رکھیں اور رمضان المبارک کا حق ادا کر کے نعیم ابدی کی راحتوں اور آسائشوں کے سزاوار ٹھہریں۔

وما علینا الا البلاغ

قبرص کی صورت حال اور پاکستان کا فرض

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم اعلےٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے مغربی پاکستان اسمبلی میں قبرص کے فسادات سے متعلق قرار داد پیش کرنے کا نوٹس دیا جو متفقہ طور پر منظور ہو گیا ہے۔ قرار داد میں یونانی عیسائیوں کے وحشیانہ طرز عمل کی مذمت کے ساتھ ساتھ حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ترک بھائیوں کی ہر ممکن امداد کے لئے فوری اقدام کرے نیز حکومت برطانیہ پر دولت مشترکہ کا رکن ہونے کی حیثیت سے یہ زور دے کہ وہ قبرص میں موجودہ نازک اور خطرناک صورتِ حال پر قابو پانے کے لئے مناسب اور فوری قدم اٹھائے۔ یہ قرار داد پیش کر کے حضرت مولانا نے نہ صرف غیرت ایمانی اور مسلمان بھائیوں سے اپنے جذبۂ اخوت و محبت کا ثبوت بہم پہنچایا ہے بلکہ مغربی پاکستان میں بسنے والوں کروڑوں مسلمانوں کے دلی جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ اسلامی رشتہ میں منسلک ہونے کے علاوہ ترکی ہمارا حلیف ہے اور اس موقع پر اس کی ہر ممکن امداد کرنا حکومت پاکستان کا اخلاقی اور ملی فرض ہے جس کی بجا آوری میں اسے بال برابر ڈھیل نہ کرنی چاہیئے۔ حکومت برطانیہ کو مناسب اقدام پر مجبور کرنا بھی حکومت پاکستان کی اخلاقی اور مبنی بر انصاف ذمہ داری ہے کیونکہ برطانیہ دولت مشترکہ کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے پابند ہے کہ وہ دولت مشترکہ کے ممبر ممالک کی بات پر کان دھرے اور دوسرے قبرص میں امن و امان ...... قائم رکھنے کی ضمانت اگرچہ برطانیہ، ترکیہ اور یونان نے مشترکہ طور پر دی تھی مگر اسے پورا کرنے کی ذمہ داری خصوصیت کے ساتھ برطانیہ پر عائد ہوتی ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ یونانی حکومت نہ صرف اس کشت و خون کی خاموش تماشائی ہے بلکہ ان فسادات کی پشت پناہی میں مصروف ہے اور ترکیہ کی حکومت براہِ راست قبرصی ترکوں کی کوئی امداد نہیں کر سکتی۔ نیز ترکیہ اور یونان فریق مخالف ہیں اور برطانیہ ثالثی کے فرائض انجام دے سکتا ہے چنانچہ اگر برطانوی حکومت قبرص کے باشندوں کے اختلافات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرے اور اس کے فوجی دستے ترکوں کی حفاظت

(باقی بر صفحہ ۱۴)

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)

خطبہ جمعہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ بمطابق ۳ جنوری ۱۹۶۴ء

فرضیتِ روزہ اور اس سلسلہ میں دینِ حق کے اصولی حقائق

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى — اَمَّا بَعْدُ!

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ ۲ س بقرہ آیت ۱۸۳ تا ۱۸۸)

ترجمہ! اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ گنتی کے چند روز۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کر لے اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا پھر جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے سو جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پالے تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا۔ اور تاکہ تم گنتی پوری کرو اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر کرو اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پھر چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں سے مباشرت کرنا حلال کیا گیا ہے وہ تمہارے لئے پردہ ہیں اور تم ان کے لئے پردہ ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں ..... سے خیانت کرتے تھے پس تمہاری توبہ قبول کر لی اور تمہیں معاف کر دیا سو اب ان سے مباشرت کیا کرو اور طلب کرو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ تمہارے لئے سفید دھاری سیاہ دھاری سے فجر کے وقت صاف ظاہر ہو جائے پھر روزوں کو رات تک پورا کرو اور ان سے مباشرت نہ کرو جب تک کہ تم مسجدوں میں معتکف ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں سو ان کے قریب نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

بزرگانِ محترم!

رمضان المبارک کا مہینہ سر پر ہے سچے مومن اپنے گناہوں کو بخشوانے اور قربِ خداوندی کے مدارج طے کرنے کے لئے بے تاب ہیں وہ اس ماہ مقدس کا بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں جس میں قرآن اُتارا گیا، جس کی راتوں میں انوارِ الٰہی کی موسلا دھار بارش سے منبر و محراب اور صحن مسجد جھوم جھوم جاتے ہیں اور جس کے دن مومنوں کی روحانی تر و تازگی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہِ مبارک کے سچے استقبال کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس کے انوار و برکات سے جھولیاں بھر کر اپنی نجات آخرت کا سامان کر سکیں۔

مذکورہ بالا رکوع میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ جب سے دنیا قائم ہے تمام امتوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا جاتا رہا ہے۔ اسی کلیہ کے مطابق یہود کو بھی حکم دیا گیا تھا مگر وہ روزہ کی روح کو بھول کر محض رسمی طور پر دیکھا دیکھی اور شریعت کے احکام میں کمی بیشی کر کے اس فریضے کو ادا کرنے لگے۔ حق تعالےٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ روزہ کی فرضیت سے مقصود یہ نہیں کہ انسان محض فاقہ کرے یا اپنے جسم کو تکلیف و مشقت میں ڈالے بلکہ تمام تر مقصود نفس انسانی کی اصلاح و تہذیب ہے لوگوں کو کھانا پینا ترک کر کے ہمہ تن متقی بننے اور یادِ الٰہی میں مشغول رہنے کی مشق کرانا مطلوب ہے۔ روزہ رکھنے سے پرہیزگاری پیدا ہو گی، نفسانی خواہشوں کو قابو میں رکھنے کا سبق ملے گا اور اس طرح روح میں تندرستی و توانائی پیدا ہو گی۔ علاوہ ازیں علم طب یہ بتاتا ہے کہ روزہ جسمانی بیماریوں کو دور کرنے کا بہترین علاج ہے اس سے ضبطِ نفس اور سپاہیانہ زندگی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ روزہ

ایک طرف روحانی خرابیوں کا علاج ہے تو دوسری طرف جسمانی قوتوں کو درست کرنے اور بیماریوں کا علاج کرنے والا ہے۔

مسلمانوں کو مخاطب کرنے سے مقصد یہ ہے کہ یہود اپنی بے اعتدالیوں بداعمالیوں اور گمراہیوں کی وجہ سے قابل التفات نہیں رہے اس واسطے تمہیں ان کے موجودہ دین اور موجودہ مذہب کو قطعًا نظرانداز کر دینا چاہیئے ۔ روزہ کی اصل یہ ہے کہ انسان خدا کی یاد میں محو رہے ۔ کھانا پینا ترک کر دے دن کو مطلق کچھ نہ کھائے، شام و سحر پاک وطیب چیزیں استعمال کرے ، خدا کو یاد کرے اور جذبات میں خلوص ، پاکیزگی اور توازن پیدا کرے ۔ صرف اللہ کے حکم کا منتظر رہے کھائے تو اس کی اجازت سے اور بھوکا رہے تو اس کے حکم سے۔ مگر وہ شخص جو عمر کی آخری منزل میں ہو جسے عرف شرعی میں شیخ فانی کہا جاتا ہے اور روزہ کی تاب وتواں نہ رکھتا ہو اُسے اگر استطاعت ہو تو فدیہ دے دے ۔ کیونکہ مقصود یہ نہیں کہ نفس کو تکلیف دی جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ فی الجملہ ایثار و قربانی کی روح پیدا کی جائے اب اگر کچھ لوگ بتقاضائے ضعف و پیری ایسے ہیں جو بھوک اور پیاس کی شدتوں کو برداشت نہیں کر سکتے تو قرآن کہتا ہے کہ تم فدیہ دے دو ۔ تاکہ ایثار کی روح تم میں پیدا ہو سکے۔

پھر فرمایا یوں نہ سمجھو کہ انسان کے روزہ سے خدا کی ذات کو کوئی نفع پہنچتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ روزہ انسان کو انسان کامل بناتا ہے جو تمہارا منتہائے مقصود ہے ...... آگے چل کر بتایا کہ مختلف قوموں کو مختلف اوقات میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا ۔ مگر اے مسلمانو! تم اپنے روزے ماہ رمضان المبارک میں رکھا کرو ۔ یہ تمہارے لئے ایک مبارک مہینہ ہے کیونکہ وہ قرآن جس میں لوگوں کی رہنمائی کے قوانین اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے سیدھے سادھے اصول واضح کئے گئے ہیں وہ اسی ماہ مبارک میں نازل کیا گیا تھا ۔ پس اس مہینے میں روزے رکھو تمہیں برکت حاصل ہوگی ، روزے پورے ہونے پر اللہ کے جاہ و جلال کا اظہار کرو ، ان کے اختتام پر جشن مسرت[1] مناؤ تاکہ دل کی اطاعت کے لئے آمادہ رہیں اور سمجھیں کہ ہر مشکل کے بعد آسانی و شادمانی ہے اے مسلمانو! تم اس ماہ مبارک میں روزہ رکھا کرو ۔ تم میں سے جو مریض ہوں وہ روزے نہ رکھا کریں اور نہ مسافروں کو تکلیف دی جاتی ہے

پس تندرستی حاصل ہو جانے کے بعد تمہیں اسی قدر روزے .... رکھ کر خدا کا شکر بجا لانا چاہیئے ۔ کیونکہ تمہیں تنگ اور بے فائدہ مشقت میں ڈالنا اس کی مصلحت میں داخل نہیں اور دیکھو اگر تم میں روحانی طاقت پیدا ہو جائے تو جب ہمیں پکارو ہم پکار کو سنیں گے جب تم مجھ سے مانگو گے ہم تمہاری حاجت پوری کریں گے اور ہمیشہ سیدھی راہ پر چلنے کی تمہیں توفیق عطا فرمائیں گے ۔ دیکھو روزہ صرف کھانا پینا ترک کرنے کا نام نہیں اور تمہیں نفسانی خواہشات کو کلیتہً ترک کر دینا چاہیئے ، دن کے وقت عورتوں سے ہمبستری نہ کرو ۔ مگر رات کے وقت اجازت ہے ۔ روزہ کے احکامات کے متعلق فرمایا کہ پو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک روزہ کا وقت ہے ۔ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے مساجد میں اعتکاف کا حکم دیا نیز بتایا کہ دھوکے فریب سے لوگوں کا مال نہ کھانا چاہیئے ۔ اکل حلال بھی روحانی ترقی کا موجب ہے اور تقرب الی اللہ کا بہترین وسیلہ ہے ۔ اگر روزے رکھنے کے باوجود تم مال حرام سے اپنے آپ کو نہ روکو تو روزے رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

خلاصہ اور اصولی حقائق

۱۔ روزے تمام امتوں پر فرض تھے امت محمدیہ پر بھی... فرض کئے گئے ہیں۔

۲۔ انسان کا فاقہ کرنا اور اپنے جسم کو تکلیف و مشقت میں ڈالنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جس میں نیکی و پاکی ہے بلکہ تمام تر مقصود نفس انسانی کی اصلاح و تہذیب ہے ۔ چنانچہ روزہ کا مقصد انسان میں روح کی پاکیزگی ، پرہیزگاری تقویٰ اور بندگی پیدا کرنا ہے ۔ دوسرے الفاظ میں روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ نفس کی غلاظت اور گندگی دور ہو ۔ تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا ہو ۔ جس طرح نقصان دینے والی چیزوں سے پرہیز کرنے سے جسمانی صحت درست ہو جاتی ہے اسی طرح روح اور اخلاق کو نقصان پہنچانے والی تمام عادتوں سے پرہیز کرنے سے انسان کی روحانی استعداد ترقی پاتی ہے

۳۔ روزوں کی تعداد مقرر ہے ، ہر سال میں صرف رمضان کے مہینے کے روزے فرض ہیں جو کبھی انتیس ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور کبھی پورے تیس ۳۰ دن کا ۔ امت کی تنظیم کے لئے وقت اور مدت کا یہ تعین ضروری تھا تاکہ یہ نہ ہو کہ جب کسی کا جی چاہے اور جتنے دنوں کے لئے جی چاہے روزہ رکھ لے ۔ چنانچہ اہل ایمان میں اتحاد عمل قائم رکھنے کے لئے انہیں ایک ہی خاص وقت اور ایک ہی خاص مدت میں اس مبارک فریضہ کو ادا کرنے کا حکم دے دیا گیا ۔ نیز اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ روزے ادل بدل کر مختلف موسموں میں آجاتے ہیں اور ہر ایک شخص کو گرمی سردی کے موسم میں روزہ رکھنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔

۴۔ روزہ فرض کرنے سے چونکہ روزہ دار کے اخلاق کی تکمیل مقصود ہے محض بھوکا پیاسا رکھنا مقصد نہیں ہے اس لئے بیمار یا مسافر کو جو روزہ رکھنے سے معذور ہو یہ رعایت دے دی گئی کہ وہ ان عوارض کے رفع ہو جانے کے بعد روزے پورے کر لے ۔ یعنی روزوں کی قضا ادا کرے ۔ نیز چونکہ مقصود روزہ سے تقویٰ پیدا کرنا ہے ۔ اس لئے شریعت نے کسی بیماری کا نام نہیں بتایا بلکہ یہ معاملہ مسلمان کے خلوص و دیانتداری پر اور ماہر معالج کی رائے پر چھوڑ دیا ہے ۔ یہاں اس مسئلہ کی وضاحت بھی ضروری ہے ۔ کہ مسافر یا مریض اگرچہ قضا روزے سال میں کسی بھی وقت پورے کر سکتے ہیں لیکن انہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جلد از جلد قضا روزے پورے کر لیں کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب تک مہلت دے

۵۔ فدیہ کی مقدار ایک فقیر کو کھانا کھلانے کے برابر ہے ۔ البتہ اگر کوئی شخص ان رعائتوں کا مستحق ہوتے ہوئے بھی روزہ رکھے اور اپنی خوشی سے نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے تو یہ اس کے حق میں اور بھی بہتر ہے صدقہ و خیرات، فیاضی ، حسن سلوک اور نیک برتاؤ کی تاکید اسلام ہر مقام پر ، ہر حال میں اور ہر وقت میں کرتا ہے لیکن رمضان کے مبارک مہینے میں اس کی اہمیت اور زیادہ ہے ۔ چنانچہ اس مہینے کے ختم ہونے پر یا ختم ہونے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا بھی اس سلسلے کی اہم کڑی ہے تاکہ کوئی مسلمان بھوکا نہ رہے ۔ صدقۂ فطر صرف صاحب نصاب پر واجب ہے ۔ فدیہ ادا کرنے سے مقصود انسان میں ایثار و قربانی کی روح پیدا کرنا ہے۔

۶۔ روزہ کے لئے رمضان المبارک کا مہینہ اس لئے قرار پایا کہ اس مہینہ میں قرآن پاک کا نزول شروع ہوا اور اس کا روزے کے لئے مخصوص ہو جانا نزول قرآن کی یاد آوری اور تذکیر ہے ۔ قرآن عزیز یوں تو تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اور تئیس سال کے عرصے میں مکمل ہوا لیکن اس کی ابتدا اس مقدس مہینے یعنی ماہِ رمضان میں ہوئی ۔ احادیث مبارکہ میں یہ بھی آیا ہے ۔ کہ پورا قرآن عزیز لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر لیلۃ القدر میں اُترا جو اسی مہینہ کی ایک مقدس اور بابرکت رات ہے اور جسے قرآن عزیز

[1] عید

نے ہزار جہتوں سے افضل بیان کیا ہے غرض اللہ کا کلام چونکہ رمضان المبارک میں نازل ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کی یادگار قائم رکھنے کے لئے روزے فرض کر دیئے۔ چنانچہ کلام اللہ نوع انسانی کے لئے ہدایت نامہ، ضابطۂ حیات اور دستور زندگی ہے اور رمضان کے روزے زندگی کو پاکیزہ و مطہر بنانے کا ذریعہ ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رمضان پائیں روزے مکمل رکھیں اور اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنا کر متقین کی فہرست میں شامل ہو جائیں

۷۔ قرآن عزیز ہدًی للناس یعنی تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ ہر فرد اپنے خالق حقیقی اور زندگی کی صحیح منزل تک پہنچنے کے لئے صحیح راستہ صرف قرآن حکیم سے ہی حاصل کر سکتا ہے۔ اس کا عملی نمونہ رحمتِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ کتاب و سنت کے علاوہ رہنمائی کا ہر ذریعہ غلط اور اس کے سوا ہر راہ گمراہی کی راہ ہوگی۔

۸۔ قرآن عزیز بیّنٰت من الھدٰی ہے یعنی ہدایت کی روشن صداقتیں رکھتا ہے۔ اس نے ہدایت اور رہنمائی کے تمام اصول اور ضابطوں کو اس قدر کھول کر بیان کیا ہے کہ وہ بالکل صاف آسان اور سہل ہو گئے ہیں اور ہر شخص انہیں آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے اس کے اصول عام فہم اور سادہ ہونے کے باعث ہر مقام اور ہر زمانے میں قابل عمل ہیں اس میں کوئی بات عقل کے خلاف اور کوئی اصول ناقابل عمل نہیں۔

۹۔ قرآن عزیز "الفرقان" یعنی حق کو باطل سے الگ کر دینے والا ہے۔ چنانچہ جو لوگ اس کتاب مقدس اور آخری صحیفۂ آسمانی کو پڑھتے ہیں ان میں صحیح فیصلہ کرنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے وہ سچ اور جھوٹ، صحیح اور غلط، ایمان اور کفر، اطاعت اور سرکشی، اصلاح اور فساد، شرک اور توحید، اور حق و باطل میں فرق کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں یہ قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اچھے اور برے میں تمیز کر سکیں۔

۱۰۔ رمضان کے روزے مریض اور مسافر کے علاوہ سب پر فرض ہیں کیونکہ دین حق میں اصل آسانی ہے نہ کہ سختی۔

۱۱۔ شریعت کے احکام کی بجا آوری ہر حال میں ضروری ہے۔ اگر انسان مقررہ وقت پر کسی شرعی معذوری کے باعث اپنا فرض ادا نہ کر سکے اور بر وقت احکام شریعت کی پیروی نہ کر سکے تو اسے قضا ادا کرنی چاہیئے۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ سہولتوں سے فائدہ تو اٹھایا جا سکتا ہے مگر حکم کو نہیں ٹالا جا سکتا۔

۱۲۔ روزے کے دو مقاصد یہ بھی ہیں — لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ اور لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر چل کر اس کی عظمت و بزرگی کے گیت گا سکے صبح و شام دین کی بلندی میں مصروف رہے، اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہے اور مشرق و مغرب میں اس کا نام بلند کرے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرے، اس کا احسان مانے، اللہ کی دی ہوئی قوتوں، طاقتوں، نعمتوں اور صلاحیتوں کو اسی کے احکام کے مطابق صحیح اور درست طور پر استعمال کرے

۱۳۔ اللہ تعالیٰ انسان کے نہایت قریب ہے جب کوئی شخص سب سے کٹ کر اخلاص، ایمانداری اور محبت سے اسے پکارتا ہے تو وہ اس کی پکار سنتا، اسے جواب دیتا، اس کی دعا کو قبول اور تمناؤں کو پورا کرتا ہے۔ وہ ہر جگہ، ہر وقت اور ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے پس لازم ہے کہ ہر مراد اسی سے مانگی جائے اسی کے آگے سوال کا ہاتھ اٹھے، عبادت اور بندگی اسی کی کی جائے، قربانی اسی کے لئے کی جائے اور زندگی و موت فقط اسی کے لئے ہو

۱۴۔ قبولیتِ دعا کی دو شرطیں ہیں:-

(۱) فلیستجیبوا لی (۲) ولیؤمنوا بی

شرط اول یہ ہے۔ کہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقوں پر چلتا ہو اور اس کے حکموں اور ہدایتوں کو مانتا ہو۔ دوسری شرط ایمان ہے۔ ایمان زبان سے اقرار، دل سے یقین اور اس کے مطابق عمل کا پکا ارادہ رکھنے کو کہتے ہیں۔ (قرآن و حدیث میں ان بنیادی شرائط کے علاوہ قبولیت دعا کی اور بھی کئی شرائط ہیں)

۱۵۔ روزے سے مقصود یہ نہیں ہے۔ کہ جسمانی خواہشیں بالکل ترک کر دی جائیں۔ بلکہ مقصود ضبط و اعتدال ہے۔ پس کھانے پینے اور زناشوئی کے معاملہ کی جو کچھ ممانعت ہے۔ صرف دن کے وقت ہے رات کے وقت کوئی روک نہیں۔

۱۶۔ زنا شوئی کا تعلق کوئی برائی اور ناپاکی کی بات نہیں ہے۔ جس کا عبادت کے مہینے میں کرنا جائز نہ ہو۔ وہ مرد اور عورت کا ایک فطری تعلق ہے۔ مرد عورتوں کے لئے لباس ہیں۔ اور عورتیں مردوں کے لئے لباس ہیں۔ قرآن عزیز نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس فرما کر اس قریبی رشتہ کو ظاہر کیا ہے۔ جو انہیں اللہ کی اجازت سے ایک دوسرے سے حاصل ہے۔ ان کے آپس کے قریبی تعلقات، ایک دوسرے کی محتاجی، جسمانی اعتبار سے انتہائی قرب، ایک دوسرے کے لئے زیب و زینت، سکون قلب کا سامان اور راحت کا موجب ہونا، ایک دوسرے کا رازدار، پردہ پوش اور امین ہونا یہ سب لباس کی تشبیہات ہیں۔

۱۷۔ مباشرت سے مقصود محض طبعی لذت حاصل کرنا نہیں۔ بلکہ حصول اولاد اور افزائش نسل ہے تاکہ انفرادی لذت مجموعی مفاد کا سبب بن جائے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ منع حمل اور ضبطِ تولید (برتھ کنٹرول) وغیرہ سب غلط اور ناجائز راستے ہیں۔

۱۸۔ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک سارا دن روزہ کا وقت ہے۔ بغیر سحری کھائے اور روزہ افطار کئے مسلسل روزے رکھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اسلام ضبط و اعتدال کی راہ سکھاتا ہے۔ شدت سختی پسند نہیں کرتا

۱۹۔ اعتکاف کے دوران مباشرت منع ہے۔ اعتکاف کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ زمانۂ اعتکاف میں ہر وقت مسجد میں رہے، وہیں کھائے پیئے اور سوئے جاگے، صرف بدنی اور شرعی ضرورتوں کے لئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔ اعتکاف کے لئے کم سے کم مدت ایک دن ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ فی المساجد سے صاف واضح ہے کہ اعتکاف صرف مساجد میں ہی ہونا چاہئے لیکن عورتوں کا اعتکاف گھر کے کسی گوشہ میں ہوسکتا ہے اعتکاف کے دوران گفتگو جائز ہے۔ بشرطیکہ احترام مسجد اور اعتکاف کے خلاف نہ ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ اس لئے اعتکاف سنت کفایہ ہے۔ اگر محلہ کا ایک آدمی بھی اعتکاف کرے تو دوسروں کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

۲۰۔ یہ تمام قوانین، اصول، حدیں اور بندشیں اللہ جل شانہٗ نے وضع کی ہیں۔ ان سے منہ موڑنا اور خلاف ورزی کرنا خدا کے احکام سے روگردانی کے مترادف اور تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہوگا۔ اس لئے انسان کو ان سے باہر نہ جانا چاہیے۔ اس کی باندھی ہوئی حدوں کے اندر رہنا چاہئیے۔

۲۱۔ اگر ایک شخص بندوں کے حقوق سے بے پروا ہے۔ اور مال حرام سے اپنے آپ کو نہیں روک سکتا تو اس کے لئے مشقتِ نفس کی عبادتیں کچھ سودمند نہیں ہوسکتیں۔ نیکی صرف یہ نہیں کہ تم رمضان کے دنوں میں پاک اور جائز چیزوں کو ترک کردو بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ تم ہمیشہ کے لئے ناجائز مال کھانا اور حاصل کرنا چھوڑ دو کبھی دھوکے، فریب، خیانت، ظلم، زیادتی، بے انصافی سے کسی کا مال حاصل نہ کرو۔ رشوت اور ناجائز تحفہ وصول کرنا اور دینا سب حرام ہے۔ پس یاد رکھو جس طرح روزوں سے مسلمانوں کے نفس پاکیزہ ہوں گے اس حکم کی پیروی سے ان کے مال پاک ہو جائیں گے۔ اس کا مبارک اثر اخلاق، معاشرت، سیاست، عدالت غرض زندگی کے ہر شعبے پر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان احکام و اصول کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ وما علینا الا البلاغ (باقی باقی)



۲ جنوری ۱۹۶۴ء منعقدہ جمعرات ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

ذکر اللہ اور دُعا کی ضرورت

مرتبہ : خالد سلیم

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! مجھے کسی بھائی نے رقعہ دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ کیا مجلس ذکر کرنا اور اس کے بعد بلند آواز میں دُعا مانگنا بدعت ہے لیکن اگر سائل کا قرآن و حدیث کا مطالعہ ہوتا اور وہ بدعت کے مفہوم سے واقف ہوتے تو ایسی بات ہرگز نہ کہتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بھی بہت سے لوگ مجلس ذکر پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ خود ذکر اللہ کرتے نہیں ان کو خود باطن کی اصلاح کی فکر نہیں اور جو لوگ ذکر اللہ خالصتاً رضائے الٰہی کے لئے کرتے ہیں۔ ان پر بلاوجہ اعتراض کرتے ہیں اور ان کو ذکر اللہ سے روک کر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں بدعت اُسے کہتے ہیں جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو، بعد میں ایجاد کیا جائے اور اس کو اسلام کا نام دے کر دوسروں پر لازم قرار دیا جائے اور جو یہ کام نہ کرے اسے گنہگار سمجھا جائے۔

ہمارے سلسلۂ قادریہ کے بزرگانِ دین ہر روز باطنی اصلاح کے لئے مغرب کی نماز کے بعد ذکر الٰہی کیا کرتے تھے اور ان کی جگہوں پر آج بھی روزانہ ذکر جہر کا معمول ہے حضرتؒ نے لاہور والوں کی سہولت کے لئے ہفتہ میں ایک دن مقرر کر دیا۔ کیونکہ اکثر لوگ کاروباری ہیں، اور ہر روز وقت نہیں نکال سکتے۔ اب جو لوگ ہماری مجلس ذکر میں نہیں آتے وہ بھی مسلمان ہیں۔ ہم اُن کو کسی لحاظ سے بُرا نہیں سمجھتے۔ ہم مجلس ذکر کو ضروری قرار نہیں دیتے اور یہ نہیں کہتے کہ جو نہیں آئے گا وہ گنہگار ہے۔ سب اپنی خوشی سے رضاء الٰہی کے لئے آتے ہیں لیکن تعجب ہے کہ بعض نادان لوگ پھر بھی مل بیٹھ کر اللہ کا نام لینے اور دُعا مانگنے کو بدعت سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن و حدیث میں ذکر اللہ اور دعا کی بار بار تاکید کی گئی ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تم دُعا کرو میں تمہاری دُعا کو قبول کروں گا

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ٥

ترجمہ! اپنے رب سے دُعا کرو پکارو عاجزی و زاری سے پوشیدہ یعنی آہستہ آواز میں بے شک اللہ تعالےٰ پسند نہیں فرماتے حد سے تجاوز کرنے والوں کو۔

حدیث شریف میں ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ دعا عبادت کا مغز ہے

چاروں اماموں کے نزدیک دعا مانگنا سنت ہے۔ اگر مقتدیوں کو سکھانے کے لئے دعا اونچی مانگی جائے تو اس میں بھی کچھ ہرج نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ جو اللہ تعالےٰ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالےٰ اس سے ناراض رہتے ہیں۔ دعا اللہ تعالےٰ اور بندے کے درمیان ایک واسطہ ہے ہماری ساری عبادت ہی دُعا ہے نماز جنازہ بھی دعا ہر نماز میں کھڑے ہو کر اللہ سے دُعا مانگتے ہیں ذکر اللہ کے بارے میں کہا گیا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ٥

اے ایمان والو اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔

اب میں اپنے اس بھائی سے عرض کروں گا کہ اگر وہ قرآن و حدیث کی رو سے ہمارا عمل غلط ثابت کر دے اور دلائل دے تو ہم مان لینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ایسا وہ کبھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قرآن و حدیث ذکر اللہ اور دُعا کی تاکید سے بھرے پڑے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ سے کثرت سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور ہر گھڑی اللہ کا ذکر کرتے تھے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔

آج کل اکثر لوگ ذکر اللہ اور دین سے غافل ہیں۔ ان کو اپنے مقصد حیات کا علم نہیں ہر کوئی دولت بڑھانے کی فکر میں ہے۔ اسی وجہ سے دلوں میں کدورتیں، دشمنیاں ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی اور دین سے لاپرواہی کی بنا پر اغوا، چوریاں، قتل، مقدمے بازیاں ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥ ہم نے انسان اور جن کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

ہم مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ ہم دنیاوی کاموں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ کی عبادت کی طرف بھی توجہ دیں۔ کوئی کام کریں، کوئی علم سیکھیں ملازمت کریں، کاروبار کریں لیکن اپنے حقوق کی ادائیگی ضرور کریں۔

اللہ تعالےٰ کا حق، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق، ماں باپ، رشتے داروں کے حقوق ادا کریں۔ خالق کو بہ عبادت اور مخلوق کو بہ خدمت راضی کرو اسی سے نجات حاصل ہوگی

آج کل لوگ مذاق کرتے ہیں۔ اُن کے اپنے اعمال اسلام کے خلاف ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ کیا اسلام داڑھیوں اور ٹخنوں سے پائجامے سلوانے میں ہے اگر کوئی ان کو نیکی کی طرف بلائے تو بجائے ساتھ ملنے کے ان کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ کوئی مسلمان دوسرے کا ہمدرد نہیں۔ مسلمان ممالک ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ اسی وجہ سے یہ دنیا کثیر تعداد میں ہوتے ہوئے بھی کمزور اور غلام ہیں اور پریشان و بدحال ہیں۔ اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے۔ کہ ہم نے اپنی زندگی کے مقصد کو نہیں سمجھا۔ قرآن و حدیث کو بالکل چھوڑ بیٹھے ہیں۔

اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور آخرت کی نجات کے لئے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

احکامِ رمضان المبارک

مولانا محمد احمد صاحب تھانوی

روزہ کو توڑ دینے والی وہ چیزیں جن سے کفارہ واجب ہوتا ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔

(۱) جان بوجھ کر قصداً کچھ کھا پی لینا (۲) فطری یا غیر فطری طور پر تعلقاتِ خصوصی کا ارتکاب کرنا (۳) دوا یا نشہ پینا (۴) حقہ سگریٹ، بیڑی، نسوار وغیرہ کے قصداً استعمال کرنے سے (۵) اگر مرد عورت میں سے ایک مجنون اور ایک عقلمند ہو تو جماع سے عاقل پر کفارہ و قضا دونوں واجب ہیں (۶) اگر روزہ کی نیت کر لی ہو اور پھر سفر کا قصد کر لیا اس وجہ سے گھر پر ہی روزہ توڑ دیا تو اس پر بھی کفارہ و قضا دونوں واجب ہوں گے۔ البتہ اگر سفر شروع کر کے بستی سے باہر نکلنے کے بعد سفر کی صعوبت و مشقت کی وجہ سے توڑ دیا تو کفارہ نہ ہوگا۔ صرف قضا ہوگی (۷) کفارہ صرف رمضان کے روزہ کا واجب ہوتا ہے اور کسی روزہ کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

روزہ کا کفارہ

اگر مندرجہ بالا وجوہ میں سے کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ گیا تو روزہ کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہوگا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) اگر میسر آ سکے تو ایک غلام آزاد کر دے (۲) اگر غلام خریدنے کی قدرت نہ ہو یا اس ملک میں غلام نہ ملتے ہوں تو ساٹھ روز کے مسلسل روزے رکھے درمیان میں ناغہ نہ کرے۔ اگر ایک دن بھی ناغہ ہو گیا تو پھر از سر نو ساٹھ روزے رکھنا پڑیں گے، (۳) یہ ساٹھ دن ایسے ہونے چاہئیں جن میں رمضان شریف عید، بقر عید اور ایام تشریق نہ ہوں (۴) البتہ اگر عورت کو حیض آ جائے یا بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے نفاس کا خون آ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اس کا تسلسل باقی شمار کیا جائے گا (۵) اگر بیماری یا ضعف وغیرہ کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے (۶) یا صدقۂ فطر کے مطابق ساٹھ آدمیوں کو غلہ یا نقد دیدے (۷) جن ساٹھ آدمیوں کو صبح کھلایا ہے۔ انہیں کو شام کو بھی کھلانا چاہیئے، اگر کھانا کھانے والے بدل گئے تو کفارہ ادا نہ ہوگا (۸) ایک مسکین کو اگر ساٹھ روز تک دونوں وقت کھانا کھلا دیا یا ساٹھ روز تک مستقل نقد دیتا رہا تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا (۹) لیکن اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز کا غلہ یا نقد ایک ہی دن میں دے دیا تو پورا کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ وہ ایک دن کا شمار ہوگا (۱۰) اگر کسی شخص کے ذمہ کئی روزے توڑنے کے کفارے واجب تھے مگر اس نے ابھی تک کوئی کفارہ ادا نہیں کیا تو اس صورت میں فتویٰ یہ ہے کہ اگر روزے تعلقات خصوصی کی وجہ سے ٹوٹے ہیں اور ایک ہی رمضان میں ٹوٹے ہیں تب تو ان کفاروں میں تداخل ہو جائے گا (۱۱) اور اگر وہ علیحدہ علیحدہ رمضانوں کے روزے ہیں تو تداخل نہیں ہوگا۔ ہر ایک روزہ کا کفارہ علیحدہ علیحدہ دینا پڑے گا (۱۲) اور اگر جماع کے علاوہ کسی اور چیز کی وجہ سے کفارہ واجب ہوا ہے۔ تو ان میں تداخل ہو سکتا ہے۔ ایک رمضان کے روزے ہوں خواہ کئی رمضان کے صرف ایک کفارہ سب کے لئے کافی ہوگا (۱۳) البتہ اگر پہلے کوئی کفارہ ادا کر چکا ہے تو پھر تداخل نہیں ہوگا اور پہلا ادا شدہ کفارہ دوسرے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا

روزہ توڑنے والی وہ چیزیں جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ تو ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا

(۱) ناس لینا (۲) انیمہ لگوانا (۳) کان میں تیل ڈالنا (۴) لوہا، کنکر، لکڑی وغیرہ نگل جانا (۵) کلی کرتے وقت پانی کا حلق میں پہنچ جانا (۶) کان یا ناک میں دوا ڈلوانا (۷) قصداً منہ بھر کے قے کرنا (۸) بیوی کو چھیڑنے اور چھونے سے انزال ہو جانا (۹) لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا (۱۰) بھول کر کچھ کھا پی لیا ہو پھر یہ سمجھ کر کہ اب تو روزہ ٹوٹ ہی گیا ہے قصداً کچھ کھا پی لینا (۱۱) رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد کچھ کھا پی لینا۔ (۱۲) بادل وغیرہ کی وجہ سے روزہ افطار کر لیا گیا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ ابھی کچھ دن باقی ہے (۱۳) فطری اور غیر فطری طریق صحبت کے علاوہ اگر کسی طرح انزال منی کر دی گئی (۱۴) اگر روزہ دار عورت سے زبردستی جماع کیا گیا (۱۵) یا سونے کی حالت میں بے خبری میں (۱۶) یا اس کے جنون کی حالت میں جماع کیا گیا تو عورت پر کفارہ واجب نہ ہوگا

جن چیزوں سے روزہ نہ ٹوٹتا ہے نہ مکروہ ہوتا ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا نہ قضا واجب ہوتی ہے نہ کفارہ بلکہ مکروہ بھی نہیں ہوتا

(۱) بھول کر کچھ کھا پی لینا خواہ پیٹ بھر کر ہی کیوں نہ کھا لیا ہو (۲) آنکھوں میں سرمہ لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) خوشبو سونگھنا (۵) تھوک یا سنک نگل جانا (۶) خود بخود قے ہو جانا خواہ کم ہو یا زیادہ (۷) ٹیکہ یا انجکشن لگوانا (۸) سر میں تیل لگانا (۹) آنکھوں میں دوا لگانا (۱۰) گرمی، پیاس کی وجہ سے غسل کرنا خواہ متعدد بار ہی کیوں نہ ہو (۱۱) بلا ارادہ خود بخود مکھی، گرد و غبار یا دھوئیں کا حلق میں چلے جانا (۱۲) کان میں پانی پہنچ جانا ارادۃً ہو یا بلا ارادہ (۱۳) سوتے میں احتلام ہو جانا (۱۴) دانتوں سے خون نکلنا بشرطیکہ حلق کے اندر نہ جانے پائے (۱۵) اگر احتلام یا صحبت کی وجہ سے غسل فرض ہو گیا تھا مگر صبح صادق کے بعد غسل کیا گیا

وہ چیزیں جن سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے

مندرجہ ذیل اشیاء سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے اس لئے احتیاط لازمی ہے۔

(۱) بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا (۲) نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا (۳) باوجود غسل فرض ہونے کے تمام دن ناپاک رہنا (۴) کسی مریض کے لئے خون دینا یا فصد کھلوانا (۵) غیبت، جھوٹ، چغلخوری، طعن و تشنیع کرنا (۶) گالی گلوچ کرنا آپس میں لڑنا جھگڑنا (۷) جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹا مقدمہ

لڑنا اور اس قسم کے تمام معاصی کے ارتکاب سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے (۸) قصداً منہ بھر سے کم قے کرنا اگر روک سکتا ہو اور پھر نہیں روکی اور قصداً قے کر دی تو منہ بھر سے کم ہوگی تو فقط مکروہ ہے اور اگر منہ بھر کر یا اس سے زیادہ ہو تو روزہ ٹوٹ گیا اس کی فقط قضا ہے ۔ کفارہ نہیں اور اگر خود بخود قے ہوگئی تو مکروہ بھی نہیں ہوگا ۔۔۔

وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ کھولنے کی اجازت ہے

مندرجہ ذیل حالتوں میں روزہ کو توڑ دینا جائز ہے کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہوتا ۔ (۱) بچھو، سانپ یا کوئی زہریلا جانور اگر کاٹ لے (۲) حاملہ عورت کی حالت اگر خراب ہونے لگے (۳) دودھ پلانے والی عورت کو اپنی یا بچہ کی جان کا خطرہ ہو جائے (۴) یا کسی شخص پر ایسے مرض کا حملہ ہو جائے کہ بغیر روزہ کھولے جان بچنا مشکل ہو (۵) مسافر کی حالت اگر بگڑنے لگے تو وہ خود توڑ سکتا ہے (۶) اگر کسی مقیم شخص کی حالت بگڑنے لگے تو اسے کسی مسلمان ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے مشورہ کے بعد کھولنا چاہئیے اگر دیندار طبیب جان کا خطرہ تبلائے تو توڑ دے ورنہ نہ توڑے (۷) اگر کسی کو قتل کی دھمکی دے کر روزہ تڑوا دیا جائے اور اس کو واقعی جان کا خطرہ ہو تو روزہ توڑ سکتا ہے ۔

وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے مگر قضا واجب ہوگی ۔

شرعی مسافر جو کم از کم ۴۸ میل کی نیت کر کے گھر سے نکلا ہو بستی سے نکلتے ہی مسافر شمار ہو جاتا ہے (۲) بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو (۳) یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو (۴) جو عورت حاملہ ہو اور اس کو اپنی یا بچہ کی جان کا خوف ہو ۔ (۵) جو عورت دودھ پلاتی ہو خواہ اپنے بچہ کو یا دوسرے کے بچہ کو اور روزہ کی وجہ سے دودھ نہ اترنے کا اندیشہ ہو اور بچہ کی ہلاکت یا کمزوری کا خوف ہو

ان مندرجہ بالا حضرات کے لئے بھی احترام رمضان ضروری ہے کھلم کھلا کھاتے پیتے نہ پھریں

روزہ کی قضا

اگر کسی عذر کی وجہ سے روزے چھوٹ گئے ہیں ۔ تو مندرجہ ذیل طریق پر ان کی قضا ہوگی ۔۔۔

(۱) جس عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیا گیا تھا جب وہ عذر ختم ہو جائے تو جلد از جلد روزوں کی قضا شروع کر دے (۲) قضا کرنے والے کو اختیار ہے چاہے ایک ایک کر کے یا دو دو کر کے قضا کرے چاہے پے درپے اکٹھے رکھ لے (۳) اگر مسافر گھر لوٹنے سے پہلے یا مریض تندرست ہونے سے پہلے ہی مر جائے تو ان فوت شدہ روزوں کا نہ کوئی گناہ ہے نہ کفارہ و قضا (۴) اور اگر تندرست ہونے کے بعد یا گھر واپس آجانے کے بعد دس پانچ روز ایسے میسر آگئے ہیں کہ جن میں کچھ روزے قضا کر پایا تھا کہ انتقال ہوگیا تو باقی معاف ہیں (۵) البتہ اگر وقت میسر آنے کے باوجود قضا کے روزے نہیں رکھے تو کل روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کر دینا واجب ہے (۶) اگر مرنے والا وصیت کر جائے تو اس کے مال سے فدیہ دلوایا جائے گا ۔ اور اگر وصیت نہ کی گئی ہو تو پھر بالغ ورثا کو اختیار ہے ۔ اگر وہ چاہیں تو مردہ کی طرف سے فدیہ دے سکتے ہیں

روزہ کا فدیہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں روزے کی بجائے فدیہ واجب ہوتا ہے

(۱) جو شخص اس قدر بوڑھا ہوگیا ہو کہ گرمی، سردی کسی وقت بھی روزہ نہ رکھ سکے اور مسلمان دیندار حکیم و ڈاکٹر اس کے لئے روزہ مضر اور مہلک تبلا دیں تو وہ شخص صدقہ فطر کے برابر ایک ایک روزہ کا فدیہ دے سکتا ہے (۲) اگر کوئی شخص ایسے مہلک مرض میں مبتلا ہو کہ اسے جانبر ہونے کا یقین نہیں ہے تو وہ بھی ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ دے سکتا ہے (۳) لیکن اگر یہ شخص کسی وقت چھوٹے سے چھوٹے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کے قابل ہوگیا تو روزے قضا کرنا ضروری ہوں گے ۔ اور فدیہ کا ثواب علیحدہ مل جائیگا

افطار

افطار کے وقت مندرجہ ذیل امور کا لحاظ وخیال رکھیں ۔

(۱) غروب آفتاب کا یقین ہو جانے کے بعد فوراً افطار کر لینا چاہئیے (۲) البتہ اگر بادل آندھی یا گرد و غبار کی وجہ سے غروب ہونے میں شک ہو تو دو چار منٹ تاخیر کرنا مستحب ہے (۳) کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا مستحب ہے (۴) اگر کسی دوسری چیز سے افطار کر لیں تب بھی گناہ نہیں ہوتا (۵) افطار کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے ۔



اور اگر یہ یاد نہ ہو تو اپنی مادری زبان میں ہی اللہ تعالٰی کی اس توفیق اور ہمت عطا فرمانے پر شکریہ ادا کر دیا کریں

سحور

سحری کے لئے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے

(۱) روزہ سے پہلے آخر رات میں سحری کھانا مسنون ہے ۔ اور اجر و ثواب کا باعث ہے (۲) نماز شب کے بعد جس وقت بھی سحری کھا لی جائے، سحری کی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر رات کے آخری حصہ میں کھانا افضل ہے (۳) سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے مگر اتنی نہ ہو کہ صبح صادق ہو جائے ۔ اور روزہ ہی جاتا رہے (۴) سحری سے فارغ ہو کر دل ہی دل میں روزہ کی نیت کر لینا کافی ہے (۵) لیکن اگر زبان سے بھی یہ دعا پڑھ لے تو بہتر ہے ۔ وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ ۔

روزہ کے مختلف مسائل

(۱) رمضان کے دنوں میں قضا، کفارہ، نذر اور نفل وغیرہ کی نیت کر کے اگر روزہ رکھا گیا تو وہ بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور کسی قسم کا نہیں ہو سکتا (۲) اگر کوئی شخص دن بھر بھوکا پیاسا رہا مگر روزہ کی نیت نہیں کی تو اس کا روزہ نہیں ہوگا (۳) اگر روزہ کی نیت کر لی گئی مگر ابھی صبح صادق نہیں ہوئی تو کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے وقت شروع ہونے سے پہلے نیت کر لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی (۴) قضا اور کفارہ کے روزہ کی نیت رات ہی سے کرنا ضروری ہے اگر رات سے نیت نہ کی گئی تو یہ روزہ نفل ہوگا قضا و کفارہ کا نہ ہوگا (۵) اگر خدانخواستہ کوئی شخص سارے رمضان مجنون رہے تو اس پر تندرستی کے بعد ان روزوں کی قضا نہیں

ہے۔ البتہ اگر ایک دن کو بھی رمضان میں ہوش و حواس ٹھیک ہو گئے تو پچھلے روزوں کی قضا ہو گی اور آئندہ روزہ رکھنا فرض ہو گا (۶) اگر کوئی شخص پورے رمضان بے ہوش رہے یا کچھ دن رہے۔ بہرحال اس پر تندرست ہو جانے کے بعد قضا واجب ہے (۷) نابالغ بچہ اگر روزہ توڑ دے تو اس پر نہ قضا واجب ہے نہ کفارہ

تراویح

(۱) رمضان شریف کے مہینے میں روزانہ نماز عشاء کے بعد بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے (۲) بہتر یہ ہے کہ دو دو رکعت کی نیت باندھی جائے لیکن اگر چار کی نیت باندھ لیں تب بھی جائز ہے (۳) تراویح میں ایک قرآن پاک پڑھنا اور سننا بھی سنت ہے۔ اور ایک قرآن سے زائد مقتدیوں کے شوق اور رغبت کے مطابق پڑھا جا سکتا ہے یہاں تک کہ اگر سب قرآن سننے کے شوقین ہوں تو روزانہ ایک قرآن بھی پڑھا جا سکتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اگر شوق نہ ہو یا قرآن پاک کی بے حرمتی کا خدشہ ہو تو مکروہ ہے (۴) نابالغ بچوں کو تراویح میں بھی امام بنانا جائز نہیں ہے (۵) تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں مستحب ہے لیکن اگر مقتدیوں کی گرانی کی وجہ سے تخفیف کر دیں تو جائز ہے (۶) جو شخص بعد میں آ کر شریک ہوا ہو وہ پہلے اپنے فرض ادا کرے اس کے بعد تراویح میں شرکت کرے (۷) اگر کسی غلطی کی وجہ سے عشاء کے فرض نہ ہوئے ہوں اور ان کا اعادہ کرنا پڑے تو ان کے بعد جس قدر تراویح پڑھی گئی ہیں ان کا بھی اعادہ کرنا ہو گا۔ اس لئے کہ تراویح فرضوں کے تابع ہے جب فرض ہی نہیں ہوئے تو ان فرضوں کے بعد والی تراویح بھی نہیں ہوئی (۸) اگر کسی شخص کی کچھ تراویح چھوٹ جائیں تو وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ لے اور تراویح بعد کو قضا کر دے (۹) سارے قرآن شریف میں کسی ایک سورت کے شروع میں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا واجب ہے (۱۰) قرآن پاک کے ختم کے روز قل ھو اللہ کو تین مرتبہ پڑھنا ضروری نہیں ہے (۱۱) تراویح خود تو سنت مؤکدہ ہے مگر تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ اگر بعض لوگ جماعت سے پڑھ لیں اور باقی بغیر جماعت کے تو جائز ہے۔ مگر یہ لوگ مسجد کے ثواب سے محروم رہیں گے (۱۲) اگر کسی جگہ قرآن سنانے والا حافظ نہ مل سکے یا اجرت طلب کرے تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے تراویح پڑھ لیں مگر قرآن پر اجرت نہ دیں کہ ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے محض بوجہ مجبوری صرف تعلیم پر اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ تلاوت پر جائز نہیں ہے۔ لینا دینا دونوں گناہ ہیں (۱۳) تراویح میں اس قدر جلدی قرآن پاک پڑھنا کہ جس سے حروف کٹنے لگیں اور صاف صاف الفاظ سمجھ میں نہ آویں بڑا گناہ ہے۔ اس صورت میں نہ امام کو ثواب ملتا ہے نہ مقتدیوں کو۔

شبینہ

اگر رمضان شریف میں شبینہ کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ قرآن پاک تراویح میں ختم کیا جائے۔ اس لئے کہ نفلوں کی جماعت اور اس کے لئے عام بلاوہ خفیہ کے لئے مکروہ ہے (۲) اگرچہ ایک شب میں بھی پورا قرآن پڑھنا جائز ہے۔ مگر کیونکہ اس میں ترتیل و تجوید کی رعایت نہیں ہو سکتی اس لئے تین روز میں ختم کرنا بہتر ہے (۳) شرکت کرنے والے نماز کے ساتھ شرکت کریں محض کھیل تماشا نہ بنائیں کہ حافظ صاحب تو قرآن پڑھ رہے ہیں اور لوگ چائے نوشی اور سگریٹ کشی میں مشغول ہیں اس طرح قرآن پاک کی توہین ہوتی ہے اور بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوتا ہے (۴) شبینہ کے لئے زور ڈال کر اور مجبور کر کے لوگوں سے چندہ وصول نہ کیا جائے (۵) محض تلاوت قرآن پاک اور سماع قرآن مقصود ہو۔ نام آوری اور فخر و مباہات پیش نظر نہ ہو (۶) شبینہ پڑھنے والے اجرت پر نہ بلائے گئے ہوں۔ شبینہ کے وقت کوئی شور و شغب نہ ہو۔ مسجد کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھا جائے۔

اعتکاف

عشرہ اخیرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے جس کے لئے مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

۲۰ر رمضان المبارک کو غروب آفتاب سے عید کا چاند نظر آنے تک ایسی مسجد میں قیام کرنا جہاں باجماعت نماز ہوتی ہو (۲) پیشاب، پاخانہ، غسل واجب اور وضو وغیرہ ایسی حاجات ضروریہ جو مسجد میں پوری نہ ہوں ان کے علاوہ اور کسی کام سے مسجد سے باہر نہ نکلے (۳) اعتکاف کے زمانہ میں خاموش رہنا بھی مکروہ ہے البتہ بیکار اور فضول باتوں سے پرہیز کرے (۴) اپنا وقت زیادہ تر نوافل، تلاوت اور ذکر و شغل میں گزارے (۵) اگر کسی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو تو نماز جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جا سکتا ہے مگر صرف اتنا پہلے کہ سنتیں پڑھ کر خطبہ مسنونہ (عربی) سن سکے (۶) اگر جامع مسجد میں کچھ تاخیر بھی ہو جائے تو اعتکاف میں میں کوئی خرابی نہیں آتی (۷) غسل جمعہ یا گرمی کے غسل کے لئے معتکف کو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے (۸) اگر طبعی اور شرعی ضرورت کے علاوہ بھول کر یا جان کر ایک منٹ کے لئے بھی مسجد سے باہر نکل گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا جس کو قضا کرنا پڑے گا۔ (۹) رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر پوری بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے

شب قدر

رمضان شریف کے آخری عشرہ میں کوئی ایک رات شب قدر ہوتی ہے۔ اس لئے ان راتوں کو عبادت میں گزارنا چاہیئے تاکہ انعام خداوندی سے محروم نہ رہے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱) ۲۱ - ۲۳ - ۲۵ - ۲۷ - ۲۹ - ان طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہے۔

(۲) ابو داؤد شریف کی ایک حدیث سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ ستائیسویں شب میں شب قدر ہوتی ہے۔ اس لئے عام علماء کا خیال ہے کہ اس شب میں زیادہ اشتغال ہے۔ کم از کم اس رات کو تو عبادت الٰہی میں ضرور مشغول رہنا چاہیئے

(۳) شب قدر کے متعلق خداوند تعالیٰ کا اعلان ہے کہ یہ ایک رات ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے اس لئے اس ایک رات کی عبادت دوسری ۔۔۔۔ تیس ہزار راتوں ۸۳ سال ۴ مہینہ کی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔

(۴) اگر پوری رات شب بیداری نہ کر سکے تو جس قدر بھی ہو سکے دریغ نہ کرے۔

(۵) اس شب کو نفلیں، کلمہ شریف، درود شریف، تلاوت قرآن پاک، ذکر و تسبیح میں گزارنا چاہیئے عبادت کی یہ گھڑی معلوم نہیں کہ اگلے سال بھی میسر آ سکے یا نہیں۔

نعت

مظفر گجراتی

اچھوں کے نصیب اچھے

گراں پایہ امیر اچھے، نہ بے مایہ غریب اچھے!
دل وجاں سے جنہیں محبوب تو ہے وہ حبیب اچھے

جدھر جاتا ہوں استقبال کو آتی ہے اِک دنیا
گداؤں نے ترے، پائے ہیں شاہوں سے نصیب اچھے

جنہیں ہوگی بہشتِ جاوداں کی آرزو ہوگی
گنہگارانِ اُمت ارضِ طیبہ کے قریب اچھے

ترے دَر سے جو اُٹھے درد لے کر وہ گدا بہتر
تری محفل سے جو غم پاکر آئے وہ غریب اچھے

جنہیں تو مل گیا، دنیا بھی ان کو مل گئی، دیں بھی
نِکو کاروں کی قسمت خوب، اچھوں کے نصیب اچھے

انیسِ دل نہ تھا جب تیری یادوں کے سوا کوئی!
وہی تھے شامِ ویرانہ کے لمحاتِ مہیب اچھے

ترا دامن بہ اُمیدِ کرم جو تھام لیتے ہیں!
ہم ایسے عاشقانِ بے ہنر سے وہ رقیب اچھے

نبیؑ گزرا نہیں کوئی، ملے تیرے سوا جس کو
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ سے حبیب اچھے

ترا پیغام کہنے سے کہیں ہو کے نہ شرمائے
چمن کے عافیت کوشوں سے صحرائی نقیب اچھے

نقوشِ زندگی دیکھے ہیں تیرے آستانے پر
دوامی، دلنشیں، بے مثل، شائستہ، عجیب اچھے

دماغ و دل مرے پاتے ہیں مضطرؔ اُن سے تابانی
مجھے رضوانِ جنت سے مدینے کے خطیب اچھے

منظوم: سعید احمد جالندھری

آہ! چوہدری عبدالرحمٰن خانصاحب

گونجتی تھی جس کی ہمت کی صدا ہر گوش میں
ہائے وہ مردِ مجاہد موت کی آغوش میں
میرِ محفل جب گیا ہمخوار بھی جانے لگے
رفتہ رفتہ خیر کے آثار بھی جانے لگے
زندگی جس کی سراسر خیر کا مضمون تھی
انجمن کی انجمن جس ذات کی ممنون تھی
جس کے اخلاصِ عمل پر شیخ خود شاہد رہے
دم بخود عابد رہے، ساجد رہے، زاہد رہے
جس کی ہمت ڈالتی تھی آسمانوں پر کمند
ناتواں خود تھا مگر تھے حوصلے جس کے بلند
جو شبانہ روز کی محنت سے گھبراتا نہ تھا
کام ادھورا چھوڑنے پر جس کو چین آتا نہ تھا
شکل ہے "خدام دین" جس کے مآلِ کار کی
ایک تصویرِ حسین اخلاص کی، ایثار کی
نامساعد صورتِ حالات سے کی جس نے جنگ
جس کی کوشش نے بھرا ہی نقشِ موجود میں رنگ
حسبِ عادت ہو گیا راضی رضائے یار پر
موت غالب ہو گئی قدرت کے اس شہکار پر
ہائے عاشق کی طلب کا صدقہ کیا تربت ملی
مر گئے تو اور بھی کچھ پیار سے قربت ملی
سسکتے ہیں دیدہ ور گلشن کے غم میں سوگوار
اہلِ محفل رو رہے ہیں صورتِ ابرِ بہار
آنکھ پرنم ہی نہیں، ہیں جان و دل بھی بیقرار
ہے اسیرِ غم ظفرؔ تو چشمِ انورؔ اشکبار
لیکن اسلمؔ تو مجسم دُکھ بھری روداد ہے
"وفا صبروا" کا لیکن ارشادِ مقدس یاد ہے
دل گرفتہ کنجِ عزلت میں ہے بیٹھا آفتاب
ہیں دل و جاں شفاعت مبتلائے اضطراب
شدتِ غم میں نہیں ہے ضبط کچھ جذبا پہ
رشک آتا ہے ہمیں مرحوم کی ہر بات پہ
دل کو تڑپاتی رہے گی یاد اس کی عمر بھر
دل سے جانے کا نہیں اس کی محبت کا اثر
ملتجی ہوں بارگاہِ ایزدی میں روز و شب
اس کے درجے ہوں بلند، اعمال ہوں مقبول سب
اُس کا ہر درسِ وفا بس ماندگاں کو یاد ہو
ہم کریں وہ کام جس سے روح اس کی شاد ہو
ہو ظہورِ مہر تاباں ظلمتِ شب دور کر
نکلی ہیں دل سے دعائیں اے خدا منظور کر

دل کا اندھاپن

ہم ظاہری آنکھوں کے لحاظ سے کسی کو اندھا خیال کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اندھا وہ ہے جس کی دل کی آنکھیں بند ہو جائیں

از میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

اَفَلَمْ یَسِیْرُوا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَا اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ج فَاِنَّهَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ۵ (پ۱۷ الحج آیت ع۴۶)

ترجمہ! کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی پھر ان کے ایسے دل ہو جاتے جن سے سمجھتے یا ایسے کان ہو جاتے جن سے سنتے پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔

آنکھوں سے دیکھ کر اگر دل سے غور نہ کیا جائے تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہے ایسے لوگوں کی ظاہری آنکھیں تو کھلی ہوتی ہیں لیکن دل کی آنکھیں بند ہوتی ہیں اور حقیقت میں زیادہ خطرناک اندھاپن وہی ہے جس میں دل اندھا ہو جائے ہم ظاہری آنکھوں کے لحاظ سے کسی کو اندھا خیال کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ دل کے اندھے کو اندھا خیال کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے بولنے کو زبان سننے کو کان اور سمجھنے کو دل و دماغ دیئے تھے پھر انہوں نے یہ سب قوتیں معطل کر دیں نہ زبان سے حق بولنے کی توفیق ہوئی نہ کانوں سے حق کی آواز سنی نہ دل و دماغ سے حق کو سمجھنے کی کوشش کی غرضیکہ خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو اس کام میں صرف نہ کیا جس کے لئے وہ عطا کی گئی تھیں تو بلاشبہ وہ لوگ شر الدوا ہیں۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ صلے لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا ز وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ط اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِکَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۵

(پ۹ الاعراف آیت ۱۷۹)

ترجمہ! اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں یہی لوگ غافل ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانی رح

یعنی دل کان آنکھ سب کچھ موجود ہیں لیکن نہ دل سے آیات اللہ پر غور کرتے ہیں۔ نہ قدرت کے نشانات کا بہ نظر تعمق و اعتبار مطالعہ کرتے ہیں اور نہ خدائی باتوں کو بسمع و قبول سنتے ہیں جس طرح چوپائے جانوروں کے تمام ادراکات صرف کھانے پینے اور بہیمی جذبات میں محدود ہوتے ہیں یہی حال ان کا ہے کہ دل و دماغ ہاتھ پاؤں کان آنکھ غرض خدا کی دی ہوئی سب قوتیں محض دنیوی لذائذ اور مادی خواہشات کی تحصیل و تکمیل کے لئے وقف ہیں۔ انسانی کمالات اور ملکوتی خصائل کے اکتساب سے کوئی سروکار نہیں بلکہ غور کیا جائے تو ان کا حال چوپائے جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ جانور مالک کے بلانے پر چلا آتا ہے۔ اس کے ڈانٹنے سے رک جاتا ہے لیکن یہ کبھی مالک حقیقی کی آواز پر کان نہیں دھرتے۔ پھر جانور اپنے فطری قویٰ سے وہی کام لیتے ہیں جو قدرت نے ان کے لئے مقرر کیا ہوا ہے، زیادہ کی ان میں استعداد ہی نہیں لیکن ان لوگوں میں روحانی و عرفانی ترقیات کی جو فطری قوت و استعداد ودیعت کی گئی ہے اسے مہلک غفلت اور بے راہ روی سے خود اپنے ہاتھوں ضائع اور معطل کر دیا۔

جو انسان اللہ اور اس کے رسول کے احکام سن کر ان پر عمل نہیں کرتے اور اس کی نعمتیں کھا کر اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے وہ حیوانوں سے بھی بدتر ہیں۔ حیوان اپنے مالک کا رزق کھا کر طوعاً و کرہاً اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ کتا جو باسی ٹکڑے اور ہڈیاں کھاتا ہے ساری رات اپنے مالک کے گھر کی حفاظت کے لئے جاگتا رہتا ہے باز جو اپنے مالک کا رزق کھاتا ہے بلانے پر درخت سے اڑ کر فوراً اس کے پاس حاضر ہو جاتا ہے لیکن انسان جو اپنے مالک کے احکام کو نہ سنے اور ان میں غور نہ کرے وہ بدترین مخلوق ہے انسان دن رات اللہ کی نعمتیں کھاتا پھرتا ہے لیکن کبھی بھول کر اس کا شکریہ ادا نہیں کرتا انسان کا پیٹ خباثت کی مشین ہے۔ اچھی سے اچھی چیز کو پاخانہ بنا دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو خراب کرتا پھرتا ہے لیکن اپنی ڈیوٹی پر کبھی حاضر نہیں ہوتا، بلی جس گھر سے چوہے کھائے وہاں سے نکلنا نہیں چاہتی۔ لیکن انسان جس کا نمک کھاتا ہے اسی سے منہ موڑتا ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو پھر یہی انسان خیر البریہ ہے اس سرکشی اور بغاوت کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارے دل اندھے ہو گئے ہیں اور ہم اپنی پیدائش کا مقصد ہی نہیں سمجھتے۔ اور اصل اندھے وہی ہیں جو آنکھیں رکھنے کے باوجود اندھے ہیں آنکھوں کے اندھوں سے زیادہ عقل اور بصیرت کے اندھے قابل رحم ہیں

انسان کا دل اس کے جسم میں بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور باقی سارے اعضا اس کی رعایا

انسان کا دل بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور باقی سارے اعضاء اس کی رعایا ہیں۔ رعایا ہر وقت بادشاہ کا حکم ماننے کے لئے تیار ہوتی ہے۔ بادشاہ جس چیز کا ارادہ کرے خدام اور رعایا اس کو پورا کرنے کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں۔ اگر قلب دیکھنا چاہے تو آنکھ دیکھتی ہے دل سننا چاہے تو کان سنتے ہیں۔ دل چلنے کا ارادہ کرے تو پاؤں چلتے ہیں۔ زبان اسی کے حکم سے بولتی ہے۔ ہاتھ اسی کے حکم سے کام کرتے ہیں۔ پاؤں اسی کے حکم سے چلتے ہیں، آنکھ اسی کے حکم سے دیکھتی ہے۔ قوت تفکر اسی کے حکم سے فکر کرتی ہے۔ غرض سب اعضاء برضا و رغبت دل کی اطاعت کرتے ہیں انسان کے بدن میں دل ہی ایک ایسا عضو ہے جو آخرت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور باقی سارے اعضاء دنیا کے ساتھ۔ کان کو حق و باطل کی حس نہیں اچھی اور بری دونوں قسم کی آوازوں کو سنتا ہے گانے اور قرآن کریم کی آواز میں کوئی فرق نہیں کر سکتا۔ اسی طرح آنکھ حق و باطل میں کوئی فرق نہیں کر سکتی۔ سب کو ایک ہی نظر سے دیکھتی ہے۔ حق و باطل میں فرق صرف دل ہی کرتا ہے۔ دل درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اگر یہ بگڑ جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور بگڑ جاتا ہے قلب کے صالح ہونے سے قالب صالح ہو جاتا ہے حواس عقل کے خادم ہیں اور بدن حواس

باقی بر صفحہ ۱۳

بقیہ:- دل کا اندھا پن -ص سے آگے

کا خادم ہے۔ عقل کو دل کے لئے پیدا کیا گیا ہے تاکہ دل کی شمع بنے اور اس کے نور سے درگاہِ الٰہی نظر آئے۔ عقل دل کی خادم ہے اور دل کو خاص جمال الٰہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جب جمال الٰہی کا عکس اس میں آجائے گا تو بندہ... درگاہِ الٰہی کا خادم ہو جائے گا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ کا مقصد پورا ہو جائیگا انسان کا دل مثل آئینہ کے ہے۔ بُرے اخلاق مثل دھوئیں اور تاریخ کے ہیں جب یہ دل کے قریب پہنچتے ہیں تو اس کو سیاہ کر دیتے ہیں تاکہ بارگاہِ حق کو نہ دیکھ سکے اور محجوب رہے اور نیک اخلاق مثل نور کے ہیں جب دل کے قریب آتے ہیں تو اس کی معصیت کی سیاہی کو دھو ڈالتے ہیں اور اس کو منور کر دیتے ہیں

(باقی آئندہ)

مغلپورہ میں جانشین حضرت شیخ التفسیرؒ کا ورود مسعود

نہر والی مسجد گنج مغلپورہ لاہور میں ۱۰ر جنوری بروز جمعۃ المبارک جانشین حضرت شیخ التفسیرؒ مولانا عبید اللہ صاحب انور تشریف لائیں گے۔ آپ بعد از نماز مغرب مجلس ذکر اور وعظ فرمائیں گے۔ تمام حضرات شرکت فرما کر مستفیض ہوں

مخلص:- عبدالحی عاباد خطیب نہر والی مسجد مغلپورہ لاہور

بقیہ:- حقیقت معراج ص۱۲ سے آگے

نہیں کہ مصنوعی سیّاروں اور راکٹوں میں بیٹھ اجرام فلکی کی سیر کی جائے۔ اور قوموں کو ہراساں کر دیا جائے۔ کہ ہم اب چاند میں بیٹھ کر بھی انسانیت پر تباہی کی بارش کر سکتے ہیں، یہ اُن لوگوں اور قوموں کا عروج ہو سکتا ہے۔ جن کا مطمح نظر کرۂ ارض کی تسخیر ہے۔ جو لوگ خدا کے حقیقی مظہر اور خلیفۃ اللہ فی الارض بننے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اُن کا مطمح نظر اس سے بہت زیادہ بلند اور وسیع ہے۔ وہ تسخیر فطرت کے لئے کوشاں ہیں، تاکہ اس طرح خدا کی حکومت قائم کی جائے اور خدا کی مخلوق پر ترقی اور خوشحالی کے دروازے کھولے جائیں اور یہ مقصد بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ دین فطرت اسلام کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ دنیا میں امن و سلامتی کی ایسی فضا پیدا کی جائے جس کی موجودگی میں ہر قوم اور ہر ملک اطمینان کے ساتھ اُن مفید قوتوں کو ترقی دے سکے، جو قدرت نے اُن کو ودیعت کی ہیں۔



نام کتاب:- جناب مودودی صاحب اور ایک ہزار علمائے امت (حصہ اوّل)
صفحات:- ۱۱۶ قیمت:- ایک روپیہ پچاس پیسہ
ترتیب:- جناب مولانا منظور احمد شاہ صاحب ملتان
ناشران:- مجلس احباب ملتان

زیر نظر کتاب میں امیر جماعتِ اسلامی جناب مودودی صاحب کے غلط عقائد اور دینی عبارتوں کے متعلق پاکستان کے دو سو معروف علماء صوفیاء فقہا، مبلغین اساتذہ اور مدیران رسائل و مصنفین کتب کی آراء درج ہیں

مذکورہ جماعت کی طرف سے یہ غلط تاثر پیدا کیا جا رہا ہے کہ مودودی صاحب کی مخالفت صرف مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ یا دوسرے چند علماء حق اور سیاسی اکابرین ہی کر رہے ہیں لیکن کتاب ہذا کے مطالعہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اس جماعت کے متعلق حضرت مدنی رحؒ حضرت تھانویؒ ہمارے حضرت شیخ التفسیرؒ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رحؒ حضرت مفتی کفایت اللہ رحؒ و دیگر اکابر دین نے اپنی چشمہائے بصیرت نظر ہائے دوربین سے جو کافی عرصہ پیشتر اظہار خیال فرما دیا تھا اور امیر جماعت کی تجدید دین واحیائے اسلام کے نعروں کے در پردہ مخصوص اور خود ایجاد کردہ کی کوششوں کی جو نشاندہی کر دی تھی وہ کچھ عرصہ بعد تجربہ اور بصارت کی بنا پر مولانا امین احسن اصلاحی مولانا منظور نعمانی، مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا سلطان جناب سعید ملک اور دیگر بے شمار حضرات کے بیانات سے ان کی لفظ بلفظ تصدیق ہوئی جنہوں نے جماعت کے اندر عرصہ ہائے دراز گزار کر اس کے خلوص اور نیت اور امیر جماعت کے رجحان طبع کو پرانگاہ علمائے حق کے مودودی صاحب سے اختلافات اصولی اور بنیادی ہیں مثال کے طور پر مؤخر الذکر انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور فقہائے امت پر ہر طرح تنقید و تشنیع روا اور جائز سمجھتے ہیں عصمت انبیاءؑ کے وہ قائل نہیں طعن صحابہ ان کی تحریروں سے ہویدا ہے ائمہ مذاہب ان کے لئے حجت نہیں تو ان حالات میں، ان سے اختلاف کو کس طرح فروعی کیا جا سکے؟ اور انہیں کس طرح نظر انداز کر دیا جائے! مولانا مدنی رحؒ حضرت لاہوری کو ان سے سیاسی پرخاش نہ تھی بلکہ وہ تو دینی بے راہ روی تھی جس پر ان حضرات نے مودودی صاحب پر گرفت کی،

ایسی کتب کی اشاعت عام ہونی چاہیئے تاکہ ایسی جماعتوں کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہوتا رہے + کتاب کا دوسرا حصہ زیر طبع ہے جس میں باقی ۸۰۰ علما کی آراء موجود ہوں گی۔ کتابت و طباعت گوارہ ہے ٹائیٹل معمولی ہے ادارہ کی طرف سے اعلان ہے کہ مفت تقسیم کرانے کے خواہشمند حضرات ۹ روپیہ فی درجن کے حساب سے کتب منگوا سکتے ہیں۔

بقیہ اداریہ ص ۳ سے آگے

کا پورا انتظام صدق دل سے کریں تو بے گناہ اور مظلوم ترکوں کا خون بہنے سے بچ سکتا ہے ویسے بھی برطانیہ شریک معاہدہ ہونے کی حیثیت سے اخلاقی اور آئینی طور پر پابند ہے کہ قبرص میں امن و امان بحال رکھنے کی حتی المقدور کوشش کرے

ہم اس قرار داد کی تائید کرتے ہوئے اپنی معزز حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس قرار داد کی روشنی میں ترکوں کی امداد کے لئے جلد از جلد کوئی عملی قدم اٹھائے ــــ

موئے مبارکؐ کی گمشدگی

مقبوضہ کشمیر میں حضرت بل کی مسجد سے جو موئے مبارک گم ہوا ہے اور جسے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی ذات گرامی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ تاریخ کشمیر کے مطابق اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے دور حکومت میں مدینہ سے بیجاپور لایا گیا تھا۔ وہاں سے یہ تبرک ایک کشمیری تاجر خواجہ نور الدین ایشیا باڑی کے توسط سے کشمیر پہنچا اور خانقاہ نقشبندی سرینگر میں مدتوں زیارت گاہ خواص و عوام رہا۔ بعد ازاں ڈھاکہ کے ایک کشمیری النسل نواب نے اسے حضرت بل کی مسجد میں رکھ دیا۔ یہ مقدس امانت شیشے کی ایک ٹیوب میں جس پر چاندی کا ڈھکنا لگا ہوا تھا۔ کئی تالوں کے اندر حفاظت سے رکھی ہوئی تھی۔ اس کی زیارت صرف عید میلاد النبی، معراج النبی اور خلفاء اربعہ کی سالگرہوں کے موقع پر لوگوں کو کرائی جاتی تھی۔ تاریخ میں یہ بات بھی درج ہے کہ کشمیر کے ایک حکمران نے موئے مبارک کی آزمائش کے لئے اُسے آگ میں ڈال کر دیکھا تھا لیکن اس پر آگ کا کوئی اثر نہ ہوا تھا غرض یہ تبرک سینکڑوں برس سے کشمیری مسلمانوں کی عقیدت کا مرجع اور وادئ کشمیر کے لئے خیر و برکت کا باعث تھا۔ اب یہ موئے مبارک کسی سازش کے تحت پراسرار طور پر سرقہ کر لیا گیا ہے جس کے باعث کشمیری مسلمانوں اور شمع نبوت کے پروانوں میں شدید اضطراب اور ذہنی اور روحانی بے چینی کا پھیل جانا لازمی اور فطری امر تھا۔ مزید برآں یہ درگاہ کشمیری مسلمانوں کے لئے قومی آزادی کا نشان اور تحریک آزادی کی یادگار کی حیثیت اختیار کر چکی تھی، چنانچہ کشمیری مسلمان جب کبھی کسی ملکی و قومی مہم کا ارادہ کرتے تو اس کا آغاز اسی درگاہ سے کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کشمیری مسلمانوں کو اس مقدس اور جان سے زیادہ عزیز متاع کی گمشدگی کا علم ہوا تو اُن کا احتجاج و اضطراب لاوے کی صورت میں بہہ نکلا وہ عشق رسول میں غرق ماتم کناں اور گریاں حضرت بل کی مسجد کی طرف بڑھنے لگے اور گولیوں کی بوچھاڑ اور بھارتی درندوں کے مظالم بھی انہیں اس سے باز نہ رکھ سکے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ان کے لئے موئے مبارک کی گمشدگی قومی اور روحانی المیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

ہمارے خیال میں موئے مبارک کی چوری کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ کشمیری مسلمانوں کے مذہبی جذبات و احساسات کو مجروح کیا جائے، ان کے احتجاجی مظاہروں سے فائدہ اٹھا کر انہیں گولیوں کا نشانہ بنایا جائے، انہیں سختی سے کچلا جائے اور انہیں اپنا وطن چھوڑ کر آزاد کشمیر یا پاکستان کی راہ لینے پر مجبور کر دیا جائے۔

چنانچہ بھارتی حکومت کی اس وقت سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ وہ کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر کے کشمیر کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر لے۔ مغربی بنگال اور آسام میں بھی بھارت ان ہی اوچھے حربوں سے کام لے کر مسلمانوں کو انخلائے وطن پر مجبور کر رہا ہے لیکن موئے مبارک کی چوری سے بھارت کا مقصد نہ صرف کشمیری مسلمانوں کو مقبوضہ کشمیر سے ہجرت پر مجبور کرنا ہے بلکہ ریاست سے ان کے مذہبی اور روحانی رشتے کو توڑنا بھی مطلوب ہے —

لیکن مقبوضہ کشمیر کی کٹھ پتلی حکومت اور بھارتی سرپرستوں کو یہ بات نہ بھولنی چاہیئے کہ ان اوچھے طریقوں سے کشمیری مسلمانوں کے دل کی آواز کو دبانے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ـــــ

اس طرح مقبوضہ کشمیر کے حریت پسند مسلمانوں میں آزادی اور سرفروشی کا جذبہ کم ہونے کی بجائے انشاء اللہ العزیز روز بروز قوی تر ہوتا جائے گا اور بالآخر بھارتی حکومت کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ اس سلسلہ میں ہم حکومت پاکستان سے بھی فوری مداخلت کی اپیل کرتے ہیں اور بجا طور پر اس سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس سلسلہ میں اپنا فریضہ نبھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گی —

بقیہ معراج شریف صفحہ ۸ سے آگے

دیا گیا۔ جب صاحب التاج والمعراج نے اعلان کیا مجھے آج رات افلاک کی سیر کرائی گئی اور آیاتِ کبریٰ سے روشناس کرایا گیا۔ قریشِ مکہ یہ سن کر حیران ہو گئے۔ اُنہوں نے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے بارے میں سوالات کئے اور جب ان کے تسلی بخش جواب مل گئے۔ تو پڑھے لکھے لوگوں نے ایک اور پخ لگائی کہ بھلا انسان کیسے ان اجرام میں جا سکتا ہے، جہاں کی فضا بھی بالکل مختلف ہے۔ غالبًا اس قسم کے اعتراضات سے متاثر ہو کر "معراج روحانی" اور "معراج جسمانی" کی بحثیں چل پڑیں۔ لیکن آج چودہ سو سال کے بعد دنیا کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ ہماری اس زمین کے علاوہ اور "جہان" بھی ہیں، جہاں آبادیاں ہیں، بستیاں ہیں۔ اور جہاں انسان جا سکتا ہے۔ روس اور امریکہ آج چاند تک پہنچنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں مصروف ہیں اور اُن میں سے ہر ایک دعویٰ کرتا ہے۔ کہ میں ہی پہلے انسان کو ان اجرام میں بھیجوں گا جہاں انسان کے جانے پر "قدغن" لگی ہوتی تھی۔ لیکن اُن کو کیا معلوم کہ عرب کا ایک اُمّی (فداہ روحی) آج سے چودہ سو سال پہلے اُس مقام سے ہو آیا۔ جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔

امتیازی خصوصیّت

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو "جوامع الکلم" عطا فرمائے، یعنی آپ کی زبان اور الفاظ کو وہ سبقت دی کہ ایک ایک لفظ میں بڑی حقیقتیں بھر دی گئیں۔ جب انسان ان الفاظ کے معانی و مطالب پر غور کرتا ہے تو وہ باقاعدہ دفتر ہوتے ہیں۔ معراج کے بعد آپ نے اعلان فرمایا کہ معراج ہر مومن باللہ کا ورثہ ہے۔ اور اس کے لئے ایک مختصر کلمہ بیان فرمایا۔ کہ "الصلوٰۃ معراج المومن" نماز مومن کی معراج ہے اس جملہ کی روحانی افادیت سے قطع نظر جب اس کے ظاہری پہلوؤں پر غور کریں گے۔ تو آپ کو یقین آئے گا کہ واقعی انسانی معراج کی تمام تر تفصیل نماز میں موجود ہے۔ نماز کیا ہے؛ جسم، روح اور ذہن کی پاکیزگی، اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان، اور بھروسہ، وقت کی پابندی، تنظیم کے ساتھ وابستگی، امن و سلامتی، امیر کی اطاعت، فضولیات سے علیحدگی، جدوجہد، حصول علم و عدل و مساوات اور آئین خداوندی کی فرمانبرداری۔ جو قوم اپنے اندر یہ صفات پیدا کرتی ہے، معراج اُس کی میراث ہے۔ معراج کا مفہوم اسی قدر

باقی بر ص ۱۴

میاں غلام احمد کشفی

حقیقتِ معراج

خدائے تبارک وتعالیٰ نے کرہ ارضی میں ایک ایسی مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ جو الٰہی صفات کی حامل ہو۔ جس میں علم وعرفان کے حقائق کو سمجھنے، جذب اور حل کرنے کی صلاحیت ہو، تاکہ وہ خدا کا مظہر بن سکے، اور خلیفۃ اللہ فی الارض کی خلعت حاصل کر سکے۔ اس نے اس مقصد کے لئے آدم خاکی کو پیدا کیا اور نوریوں" کو اس کے سامنے سجدہ تعظیمی بجا لانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے دنیا وما فیہا کی حقیقت کے متعلق سوال کیا، جب انہوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو حضرت آدم علیہ السلام سے کہا گیا کہ اس نوری مخلوق کو دنیا وما فیہا کی پوری حقیقت سے آگاہ کیجئے جس طرح ہم نے آپ کو علم ودیعت کیا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمانِ خداوندی کے مطابق فرشتوں کو حقیقت عالم سے آگاہ کیا۔ تو انہوں نے اپنے عجز کا اعتراف کر لیا۔

مقصدِ تخلیق آدمؑ

تخلیق آدم کے اس واقعہ سے عیاں ہے۔ کہ بنی نوع انسان کو ایک عظیم مشن کی تکمیل کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اُس کو اس لئے دنیا میں بھیجا گیا ہے کہ وہ کون ومکان کی حقیقت و ماہیت سے پردے ہٹا کر ذاتِ احدیت کی قدرت کاملہ کو دنیا پر آشکارا کر دے۔ اور بتا دے کہ اتنے بڑے اور پُر اسرار نظام کا قیام و بقاء ایک "حی و قیوم" ذات کے بغیر ناممکن ہے، اسی بنا پر انسان کو مظہر خدا کہا گیا۔ انسان معرض وجود میں نہ آتا تو قدرت کے اسرار نظیر عالم سے پوشیدہ رہتے یا اس مقصد کی تکمیل کی سعادت کسی اور مخلوق کے سپرد کی جاتی۔ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ کہ
"میں نے اپنے آپ کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہا تو آدمؑ کو پیدا کیا"

خطِ امتیاز

انسان اور فرشتوں کے درمیان ایک اور خطِ امتیاز کھینچا گیا کہ فرشتے صرف فرمانبرداری کی قدرت رکھتے ہیں، وہ وہی کچھ کرتے ہیں جو اُن کو حکم دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس انسان متضاد صفات کا حامل ہے۔ اس کو قوت تخلیق بھی عطا کی گئی ہے، وہ نیکی کرنے پر آئے، تو اُس مقام سے آگے نکل جائے، جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں اور بدی کی طرف رجوع کرے، تو ہزاروں شیطانوں کا ایک شیطان کہلائے۔ انسان کو متضاد صفتوں کا حامل بنایا گیا ہے۔ تاکہ اُس کی جستجو کی خواہش بڑھتی رہے اور اُسے ان غوامض سے پردے ہٹانے کی جرأت ہو جو دنیا کی نظر سے مستور ہیں۔ انسان کو نیکی اور بدی کی قوت عطا کر کے اسے دونوں صفات کے فوائد اور نقصانات سے آگاہ کیا گیا اور اس بات کی تنبیہ کی گئی۔ کہ نیکی کا راستہ انسان کو اپنی منزلِ مقصود پر پہنچاتا ہے۔ اور بدی کے راستے پر چل کر انسان نہ صرف یہ کہ خلعت خلافت الٰہی ہی سے محروم ہو جاتا ہے۔ بلکہ تباہی کے غار میں گر کر ہمیشہ کے لئے باعث عبرت بن جاتا ہے۔

تقابل، طلب اور جستجو کی شدید فطری قوت کے ساتھ ساتھ انسان میں ماحول سے متاثر ہونے کی صلاحیت بھی موجود ہے، انسان ان فطری قویٰ سے مجبور ہو کر جدوجہد اور کش مکش اختیار کرتا ہے اور قانونِ فطرت دوراہوں پر پہنچ کر اُس کے لغزش ..... کھانے کے امکانات بھی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ انسانیت یکدم اپنی منزل معراج کو نہ پہنچ سکی اُس کی ترقی کو پختہ کرنے کیلئے قدرت نے تدریجی طریق کار اختیار کیا۔ ظاہری مشابہت اور ماحول کے اثر سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نورِ ازل کو آگ کی چنگاری سمجھا۔ وہ حاصل کرنے کے لئے بڑھے، چونکہ طلب صادق اور تڑپ سچی تھی اس لئے قدرت نے خود ان کی رہنمائی کی، اور اُن کو آگاہ کیا کہ آگ اور چنگاریاں تو محض مظاہر قدرت ہیں انسان کو مظاہر کے پیچھے دوڑنے کے لئے نہیں بلکہ حقیقت کی جستجو کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔
آپ ابو الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ عظیم الشان سبق یاد کریں۔ کہ کس طرح اُنہوں نے چاند، سورج، اور ستاروں پر کمند ڈالنے سے اس لئے منہ موڑا کہ یہ فانی چیزیں ہیں۔ جو ایک حیّ وقیوم منتظم ذات کا پتہ دیتی ہیں۔ لہٰذا آپ کی منزل اس سے بھی آگے ہے۔ آگے بڑھئے تاکہ آپ اس حقیقت کو حاصل کر سکیں۔ جس کے بعد یہ تمام بظاہر آپ کے غلام بلکہ غلاموں کے غلام بن جائیں گے۔

قانونِ قدرت کی تدوین

ابھی اس منزل کے معالم و آثار مدّہم تھے۔ قانونِ فطرت غیر مدون تھا۔ خدا نے وہ نور دنیا میں بھیجا۔ جس نے رشد وہدایت کی شاہراہوں کو روشن کر دیا اور قانونِ فطرت کو ایک تدوین اور مکمل شکل دے کر دنیا میں بھیجا اور اس قانون کے شروع ہی میں اعلان کر دیا کہ وہ قانون اُس ذات کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ رب العالمین کہہ کر اس عظیم الشان حقیقت کا اظہار کیا گیا جسے ایک زمانہ میں انسان سمجھنے ہی سے قاصر تھا۔

اس زمانہ میں اس بات پر فخر کیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے کرۂ ارض کے علاوہ اور کروں کا بھی پتہ لگایا ہے۔ جہاں خدا کی مخلوق موجود ہے، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ان فخر ومباہات کرنے والوں کو اس امر سے کس نے آگاہ کیا، جب ان کے آباو اجداد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں برس تک چاند، سورج اور ستاروں کی حقیقت ہی کو نہ سمجھ سکے۔ بلکہ اس کے برعکس ان اجرام فلکی کے آگے سجدہ ریز ہو کر انسانیت کے مقام اور مرتبہ تک کو مشتبہ کر دیا دنیا پر یہ احسان قرآن پاک اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ولاصفات کا ہے۔
کہ انہوں نے دنیا میں آتے ہی اعلان کر دیا کہ اے انسان! تو اس زمان و مکان میں الجھ کر نہ رہ جا، تیرے لئے اور بھی زمان و مکان ہیں۔ تیری زمین تو ایک ابتدا ہے۔ آگے چل کر تم پر یہ راز کھل جائے گا کہ خالق کون ومکان نے اس سے بھی بڑے بڑے کرّے اور اجرام تبائے ہیں۔ اور یہ سب اس طرح آپس میں مربوط ہیں کہ ایک سے دوسرا اثر لیتا ہے۔ ان اجرام سماوی اور ارضی کی کُنہ تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کنوئیں کا مینڈک نہ بنے۔ بلکہ زمین وآسمان اور چاند ستاروں کی حقیقت وتخلیق، ربط وتطبیق پر غور کرنے سے جہاں یہ ناقابل تردید حقیقت اپنی جگہ مستحکم ہو جاتی ہے۔ کہ اتنے بڑے نظام کو چلانے اور قائم رکھنے والی کوئی ہستی ہے۔ وہاں ان کے باہمی روابط سے افادیت کی وہ راہیں بھی واضح ہو جائیں گی۔ جو انسان کے جذبۂ طلب وتجسس کو اور تیز کر دیں گے۔ اور وہ حقیقی معنوں میں خلیفۃ اللہ فی الارض بن جائے گا۔

"رب العالمین" کے دو لفظوں کے ذریعہ جس حقیقت کا اعلان کیا گیا تھا، اُسی کا عملی سبق معراج عالم ہے۔ محدود وسائل و ذرائع رکھنے والے انسان کے لئے یہ سمجھنا مشکل تھا۔ کہ اس جہان کے علاوہ اور جہان بھی ہیں وہ ایک غیر مرئی طاقت کے ذریعے ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس صداقت کو ۲۷ رجب المرجب کی صبح کو دنیا پر فاش کر

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

یادگارِ اسلاف

مرتبہ
خدا بخش اچھرہ
لاہور

سوانحِ عمری امامِ انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے رات کو افغانستان کا نقشہ منگوایا اور اسے غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ ایک طرف سے افغانستان کی حد صرف پچاس میل دور ہے آپ نے فرمایا یہ راستہ درست ہے۔ آپ کو ٹھہرے ہوئے ہیں چار دن گزر گئے میزبان کو یہی معلوم تھا کہ مہمان اب پشاور جانے والے ہیں۔ مولوی عبد اللہ ایک بلوچ کوئٹہ میں رہتے تھے ان کا ایک چھوٹا سا قلعہ تھا ان سے آپ نے فرمایا "رات ہم آپ کے پاس ٹھہریں گے انہوں نے قبول کیا مولوی عبد الرحیم سندھی وغیرہ کو رخصت کیا اور کہا اب ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو" . . . . رات کو مولانا عبد اللہ لغاری اور عبد الرحمٰن کے ساتھ قلعے میں چلے گئے مولوی عبد اللہ بلوچ سے کہا کہ ہمیں ایک ایسا پٹھان دیں جو ہمیں شراوک پہنچا دے۔ لیکن سرکاری راستے پر جگہ جگہ چوکیاں ہیں اس لئے کسی ایسے راستے سے چلے جس میں کوئی آدمی نہ ملے اور چوکیوں سے بچ کر نکل جائے مولوی صاحب نے ایک اختر نامی پٹھان کو تجویز کیا یہ شراوک کا رہنے . . . . . والا تھا اور راستے سے خوب واقف لیکن کوئی اور زبان جانتا ہی نہ تھا۔ مولوی صاحب کے ذریعے فیصلہ ہوا کہ شراوک پہنچکر اسے ایک گنی دے دی جائے گی

کوئٹہ سے روانگی

عشاء کے وقت کھانا لایا گیا اس وقت قلعے کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا، قلعہ میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی اس میں ایک آدمی بیٹھا تھا اسے باہر جانے کے لئے کہا گیا لیکن وہ ایک نہ سنتا بولا مجھے تو گورنر بھی یہاں سے نہیں نکال سکتا آپ نے اسے پانچ روپے بھیجے آخر مولوی عبد اللہ بلوچ نے اسے باہر بٹھا دیا۔ اور آپ سے کہا آپ کا بدرقہ آپ کی زبان نہیں جانتا لہٰذا اپنا بھائی نور محمد بھی آپ کے ساتھ روانہ کرتا ہوں تاکہ راستہ میں مدد دے۔ اسے شراوک سے واپس کر دیں عشاء کی نماز کے بعد کچھ چینی کچھ چاول اور آٹا باندھ دیا۔ قلعے کے پچھلی طرف ایک راستہ تھا اس سے عورتیں پیشاب وغیرہ کے لئے باہر جاتی تھیں اس راستے سے باہر نکلے اور شراوک کی راہ لی۔ یہ شہر افغانستان کی سرحد ہے اختر بدرقہ راتوں رات کہیں سے کہیں لے گیا۔ صبح ہوئی تو ایک پہاڑ میں داخل ہوئے یہاں بڑی پھرتی سے کھانا اور چائے تیار کی کھا پی کر پھر چل دیئے ایک پہاڑ کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا ایک سلسلہ ہے کہ چلا جا رہا تھا ان پر چڑھنا اور اترنا کام تھا نہ آدم نہ آدم زاد، بس یہ تین مسافر، دو ان کے راہبر اور نیچے اوپر پہاڑ تھے چلتے چلتے آپ کے پاؤں میں آبلے پڑ گئے چلنے سے معذور تھے لیکن استاد کا حکم خدا کی راہ میں اڑائے لئے جاتا تھا۔ ایک جگہ دو رویہ پہاڑ تھے اور بیچ میں ندی، اور ندی ہی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قدم ملائے جاتے تھے کپڑے پانی سے شرابور تھے شام سے پہلے ایک جگہ چند آدمی دکھائی دیئے پانی لے جا رہے تھے وہ ان مسافروں کو دیکھ کر بولے "اے مسافرو! بہت تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو کچھ دیر یہیں ہمارے ہاں آرام کر لو پھر چلے جانا" آپ نے شکریہ ادا کیا اور ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا چنانچہ سفر جاری رکھا۔ رات کافی بھیگ گئی تو پاؤں لڑکھڑاتے تھے اور آنکھیں بند ہو ہو جاتی تھیں آخر ایک مسجد دکھائی دی قریب ہی ایک تالاب تھا وہاں ٹھہر کر نمازیں پڑھیں اور لیٹ گئے صبح ہوئی تو ایک آدمی آ نکلا جو تالاب کا مالک تھا مسافروں کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا نور محمد سے کہا گیا کہ اس سے آٹا دریافت کرو اس نے طلب کیا دیہاتی نے انکار کر دیا۔ مولانا عبد اللہ لغاری اپنی تسبیح اور عصا لے کر اٹھے۔ نور محمد نے کہا یہ شراوک کے پیر صاحب ہیں دیہاتی کا چھوٹا بھائی سرگردی نامی بھی آ گیا وہ قیمت پر کھانا دینے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ اس سے اتنا آٹا لیا کہ ان کا سارا کنبہ بھی ساتھ بیٹھ کر کھا سکے۔ دو سیر آٹا ایک روپے کا دیتے تھے اس حساب سے جو رقم بنی اسی وقت ادا کر دی۔ ایک بکرا بھی لے آئے اس کے پانچ روپے لئے اور کہا اس کی کھال نہیں دیں گے۔ آپ اس پر راضی ہو گئے مسافر چائے پی کر سو گئے اور دیہاتی سب بال بچوں سمیت وہیں آ گئے بہت سا گھی ڈال کر خوب کھانا تیار کیا، ایک ران کے کباب بنائے۔ سب نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر کچھ آرام کیا جب سورج ڈھلنے لگا تو کچھ روٹیاں باندھ کر چلنے لگے اب شراوک کچھ دور نہ تھا لیکن آپ کے پاؤں سخت زخمی ہو رہے تھے۔ سواری کے لئے پوچھا تو کہا ایک بیل ہے اور ایک گائے ہے لیکن شراوک کے فلاں مقام تک جا سکتے ہیں آگے نہیں جائیں گے۔ دونوں جانور کرایہ پر لے لئے بیل پر آپ سوار ہو گئے اور گائے پر مولانا لغاری اور سرگردی بھی ساتھ ہو لیا چلتے چلتے آخر ایک برجی دکھائی دی۔

افغانستان میں داخلہ

اختر بولا یہ امیر صاحب کی سرحد کی برجی ہے۔ اس کے پاس مغرب کی نماز پڑھی۔ افغانستان کی سرحد میں داخل ہوئے تو یہ آیت پڑھی نجوت من القوم الظالمین ویران جگہ تھی لیکن اتنی بلند کہ کوئٹہ کے برفانی پہاڑ بھی نیچے دکھائی دیتے تھے ایک طرف لق و دق صحرا تھا کچھ دیر چلنے کے بعد شراوک گاؤں نظر آنے لگا۔ مقررہ جگہ پر سرگردی کو جانوروں کا کرایہ دیا چنانچہ وہ بیل اور گائے کو ہانکتا ہوا واپس چلا اور یہ مجاہد مسافر کچھ سفر اور طے کر کے شراوک کی زمین میں اترے۔ پٹھانوں سے یہاں روٹیاں لیں لیکن سالن بغیر۔ سالن کا یہاں رواج ہی نہ تھا۔ بھوک کی وجہ سے سالن بغیر روٹیوں نے خوب لطف دیا رات کچھ آرام کیا۔ دن چڑھا تو دو اونٹ کرایہ پر لئے۔ چار میل کے فاصلے پر شراوک کی ایک مسجد تھی اس میں اترے ایک سردے لے آیا آپ نے فرمایا اسے ایک روپیہ دے دو چنانچہ دے دیا گیا۔ دوسرا گیا . . . . . . سردوں کا ایک بڑا بوجھ لے آیا اسے بھی آپ کے حکم سے ایک روپیہ دے دیا۔ اسی طرح تیسرا بھی بھاگا اور سردوں کے ساتھ تربوز بھی لے آیا اسے بھی ایک روپیہ دے دیا۔ آخر ایک خان آیا اس نے انہیں روک دیا کئی مرد عورتیں اور بچے جمع ہو گئے ایک دوسرے سے کہتے "ہندوستان کے مولوی آئے ہیں"۔ خان نے کہا مولوی دولت مند کہاں ہوتے ہیں یہ تو شاہی خاندان کے محمد زئی ہیں امیر عبد الرحمٰن نے انہیں افغانستان سے نکال دیا تھا۔ اب امیر حبیب اللہ انہیں آنے کی اجازت دیدی ہو گی پہلے بھی بعض آدمی اس طرح آئے تھے۔ چنانچہ سب مرد عورتیں کچھ ڈر گئے۔ آپ نے وعدہ کے مطابق اختر بدرقہ کو ایک گنی دی اس کی قیمت بائیس روپے تھی۔ اس بات سے سارے گاؤں میں خوب چرچا ہوا کہ یہ تو واقعی شاہی خاندان کے افراد ہیں۔ ایک دن خان نے آپ کو کھانے کی دعوت دی آپ نے کھانا کھانے کے بعد آئندہ دعوت سے منع فرمایا اور کہا جو کچھ ہم مانگیں وہ مہیا کر دیا کریں۔ اس نے کہا بہت اچھا۔

چار دن ٹھہرنے کے بعد خاں سے کہا کہ حاکم کو خط لکھوا دیا آدمی بھیجو کہ ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں حاکم اس وقت شراوک سے بارہ میل کے فاصلے پر سمند خاں پٹھان کے علاقے میں اترا ہوا تھا۔ یہ علاقہ نوشکی سے جا ملتا ہے اور امیر صاحب کے ماتحت ہے

عبدالرحمٰن خورد و نوش کی چیزیں بازار سے لایا کرتا تھا دکانوں پر عورتیں سودا سلف بیچتی ہیں۔ انہیں باہر سے لاکر دے دیتے ہیں۔

عبدالرحمٰن کو کسی چیز کی ضرورت تھی لیکن ان کی زبان میں اس کا نام نہیں جانتا تھا۔ ہتوڑا کر ہاتھوں سے اشارے کرتا۔ بڑی بوڑھی عورت دکان پہ نہ تھی۔ بچیاں بیٹھی تھیں کچھ سمجھتی تھیں۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ یہ کبھی کان بناتا کبھی سینگوں کی علامت بتاتا لڑکیاں تھیں کہ جمع ہو ہو کر ہنستی تھیں اور لوٹن کبوتر ہوتی تھیں آخر ایک بڑی عورت کو بلا لائی وہ سمجھ گئی اور کہا "غرمی نہ" اس نے یونہی کہا "ہاں" کہ جو کچھ بھی لائیں گی کوئی چیز تو ہوگی لے لوں گا۔ وہ گھی لے آئی اس نے کہا "ہاں یہی" اس سے برتن مانگا اور اس میں ڈال کر لے آیا عورت بچیوں کو ڈانٹنے لگی کہ وہ تو بکری بنتا تھا تم سمجھ ہی نہ سکیں۔

آپ کو اس امر کا علم ہوا تو آپ نے ایسا کرنے سے منع کیا کہ اس طرح کام میں خلل واقع ہوتا ہے۔ پانچویں روز حاکم کا ملازم آیا کہ چلیں آپ کو یاد فرمایا ہے۔ حاکم کے اوپر ایک قاضی ہوتا ہے جو اس سے اعلےٰ افسر کہلاتا ہے، حاکم کی تنخواہ ایک سو روپیہ تھی اور قاضی کی ایک سو دس روپے تھی۔ نائب الحکومت یعنی گورنر تک یہی دستور ہوتا اس پر بھی ایک قاضی مقرر ہوتا ہے۔

آپ سوار ہو کر حاکم کے پاس پہنچے وہاں قاضی سے بھی تعارف ہوا اس نے چند ایسے مسائل دریافت کئے۔ جن کے متعلق اسے خیال تھا کہ افغانستان میں انہیں کوئی حل نہیں کر سکتا وہ خود ایک دیوبندی عالم کا شاگرد تھا۔ آپ نے ان مسائل کو نہایت آسانی سے حل کر دیا۔ ایک مسئلہ زمین کے متعلق تھا وہاں قاعدہ تھا کہ جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا اور وہ ایک خاص عمر کو پہنچتا تو اس علاقے کی زمین سے ایک حصہ اس کے نام مقرر ہو جاتا ہے وہ ساری عمر اس سے فائدہ اٹھاتا فوت ہو جاتا تو پھر اسے سب میں تقسیم کر دیا جاتا ـــــ آپ کو تاریخ افغانستان کے مطالعہ سے معلوم تھا کہ یہ لوگ فتح محمد بھڑایچ کی نسل سے ہیں اور اس علاقے میں یہ رواج تھا شاید اس نے یہ زمین وقف علی الاولاد کر رکھی تھی۔ قاضی سمجھدار تھا فوراً سمجھ گیا۔

مولانا عبداللہ لغاری کے ہاتھ میں نہایت اچھی تسبیح اور ایک قیمتی رومال تھا۔ قاضی تسبیح کی طرف بار بار دیکھتا تھا آپ نے دینے کا اشارہ کیا تو لغاری صاحب نے فوراً وہ تسبیح قاضی صاحب کو تحفے کے طور پر دے دی۔

آپ نے خود بھی خفیہ طور پر قاضی سے اچھا سلوک کیا حاکم کا خیال تھا کہ یہ لوگ خلاف قانون بغیر پاسپورٹ افغانستان میں داخل ہوئے ہیں لہٰذا انہیں گرفتار کر کے قندھار بھیج دیا جائے لیکن قاضی صاحب نے اسے اس بات سے منع کیا اور کہا انہیں عنایت اللہ خاں نے بلایا ہے قندھار کا گورنر آپ سے ناراض ہو اگر اس نے آپ کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا تو یہ سفارش کر کے پھر کوئی عہدہ دلوا دیں گے ان کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ عمر طرف ہو کر کابل پہنچا اور آپ کی سفارش سے بحال ہوا ـــــ ان کی عزت کرو" ان کے ہاں مہمان کی بڑی عزت یہ ہے کہ اس کے لئے اتن مارا جاتا ہے۔ اتن ایک قسم کا کھیل ہے جس میں تلواروں اور ڈنڈوں سے کھیلتے ہیں آپ کا خیال ہے کہ اتن شاید عربی لفظ عطن ہے جس کے معنی ہیں اٹھنا بیٹھنا۔ حدیث میں حضرت عمرؓ کی تعریف میں "حتی ضرب الناس بعطن" آیا ہے۔

حاکم نے گرد و نواح کے علماء کو جمع کیا اور کہا ہندوستانی معزز مہمان مولوی صاحبان آئے ان کی عزت کرتے ہوئے اتن ماریں۔ پٹھان علماء نے اپنی عادت کے مطابق آتے ہی پہلے تو مسئلے دریافت کرنے شروع کر دیئے کچھ مولانا عبداللہ لغاری کے گرد بھی جمع ہو گئے لیکن سب سے بڑے پٹھان عالم نے جب آپ سے مسئلے پوچھنے شروع کئے تو سب ادھر ہی سننے میں مصروف ہو گئے آپ کے سامنے یہ مسئلے روزمرہ کی معمولی باتیں تھیں۔ چنانچہ آپ نے نہایت عمدگی سے انہیں مطمئن کر دیا، سب حاکم سے کہنے لگے یہ تو بہت بڑا مولوی ہے۔ آپ نے علماء سے مخاطب ہو کر کہا۔" ما ہم از چیزے بپرسیم" انہوں نے کہا "بلے بپرسید" آپ نے فرمایا "ایں آیت چہ معنی دارد جاهدوا فی الله حق جهاده" وہ کہنے لگے "ہمیں کہ جہاد بکنید" فرمایا "ایں حق جہاد چیست"؟ وہ بولے "روزہ داریم، شب خیزی کنیم وکم خوریم" فرمایا کہ لا رهبانية فی الاسلام اب وہ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد کہنے لگے "آغا شما بفرمائید" سب علما آپ کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے فرمایا "معنی حق جہاد این است هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ـــ" اس پر تو سب سر دھننے لگے اور وجد میں آکر بار بار کہتے "آغا معنی خوب کشیدی" "خوب کشیدی معنی خوب کشیدی" ان علماء نے منطق وغیرہ کے متعلق جو مسئلے دریافت کئے تھے ان کے جوابات سے بھی تو وہ عش عش کر اٹھے تھے لیکن اس سے تو آپ حاکم سے کہنے لگا کہ ساری دنیا میں اتنا بڑا کوئی عالم نہ ہوگا۔

شام کی نماز سے فارغ ہوئے تو "اتن" شروع ہوا۔ ایک شخص نے صور پھونکا، علما کے ساتھ سب نے حلقہ باندھا آپ اور آپ کے ساتھی حاکم کے ساتھ چارپائیوں پر بیٹھ گئے۔ لوگ حلقے میں چکر لگاتے اور اٹھتے بیٹھتے کچھ گاتے کچھ تھرکتے اور وجد میں آتے جب یہ سلسلہ ختم ہوا تو سب نے آپ کو مبارک باد دی اور کہا "ہم نے آپ کے اعزاز میں اتن لگایا ہے اس سے زیادہ ہمارے ہاں مہمان کی عزت کے لئے اور کچھ نہیں۔ آپ نے شکریہ ادا کیا

دوسرے دن قاضی نے قندھار کے گورنر سردار محمد یونس خاں جو سردار اعتماد الدولہ عبدالقدوس خاں کے چھوٹے بھائی تھے کی طرف خط وغیرہ لکھے ان میں آپ کی بہت تعریف کی اور یہ بھی درج کیا کہ عنایت اللہ خاں نے انہیں بلایا ہے راہداری بھی تیار کی اور حاکم کے دستخط وغیرہ کرائے۔ دو سپاہی حفاظت کے لئے ہمراہ گئے روانگی کے وقت کہا راستے میں تو کوئی تکلیف نہ ہوگی لیکن قندھار میں جا کر گرفتار نہ ہو جائیں "آپ نے فرمایا" وہاں کے لئے کیا علاج ہے" کہا "وہاں کوئی بڑا آدمی واقف ہو تو اس کے ہاں ٹھہریں" آپ نے فرمایا۔ ایک صوفی جان محمد واقف ہیں اور دوسرے ملّا محمد حسن ہیں اور تیسرے فقیر جان سرہندی ہیں۔ قاضی صاحب نے کہا یہ پہلے صاحب صوفی جان محمد تو قندھار کے گورنر، جنرل نادر خاں، ولی خاں اور ہاشم خاں ان سب کے مرشد ہیں یہ کسی کی ملاقات کے لئے نہیں جاتے بلکہ گورنر خود ان کی ملاقات کے لئے آتا ہے۔ یہ وہی صوفی صاحب جو ایک دفعہ دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے تو حضرت مولانا شیخ الہند ملاقات کرانے کے لئے انہیں آپ کے کمرے میں لائے تھے اور تعارف کرایا تھا۔ آپ اس وقت جمعیۃ الانصار کے ناظم تھے۔ آپ نے کچھ زیادہ توجہ نہ کی خیال کیا کہ کوئی پٹھان ہے یونہی دیوبند کا مدرسہ دیکھنے کے لئے آیا ہے۔ جب آپ امروٹ ضلع سکھر میں رہتے تھے تو یہ مولانا تاج محمود رحہ کے خاص دوستوں میں سے تھے۔ قاضی صاحب نے کہا یہ بڑا آدمی ہے۔ اس کے ہاں گورنر آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔

دوسرے ملا محمد حسن، یہ حضرت صاحب بھرچونڈوی کے پاس آیا کرتے وہاں آپ سے ملاقات

ہوتی تھی ایک دو مرتبہ امروٹ میں بھی ملے تھے بڑے عابد اور زاہد ہیں۔ تیسرے صاحب فقیر جان سرہندی، یہ سندھ میں رہتے تھے ایوب خاں کے ساتھ ہندوستان میں آئے تھے آخر حبیب اللہ نے واپس افغانستان بلا لیا یہ بھی سندھ میں آپ کے دوست تھے۔

دو اونٹ کرائے پر لئے گئے ایک پر مولانا لغاری اور فتح محمد سوار ہوئے دوسرے پر آپ سوار ہوئے آپ کا اونٹ نیا نیا سواری میں لایا گیا تھا، کچھ دور گیا تو اچھلنے کودنے لگا آپ اس سے گر پڑے لیکن سیدھے آ نیچے کھڑے ہوئے کوئی چوٹ نہ آئی۔ مولانا لغاری نے کہا ہمارے ساتھ اس اونٹ کو بدل لیں لیکن آپ نے انکار کیا اور پھر اسی پر سوار ہو گئے۔ تھوڑی دور جاکر دوبارہ جو گرے تو سر میں چوٹ آئی گھٹنے اور کہنیاں زخمی ہوگئے۔ فرمانے لگے جب سر میں چوٹ آئی تو ایک نور دکھائی دیا۔ مولانا لغاری نے کہا "مجمع النورین پر چوٹ آئی ہے۔ اگلے پڑاؤ پر پہنچ کر دوا وغیرہ لگائی گئی۔ دو دن آرام کیا دونوں اونٹ بدل لئے اور چل دیئے۔ منزل آئی نہایت پر فضا۔ گرمی کے موسم میں عموماً پٹھان، یہاں سیر و تفریح کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ حاکم کو معلوم تھا کہ پچھلی منزل میں ان کی بہت آؤ بھگت ہوئی۔ وہ خود ملا بھی تھا اور کھاتا پیتا آدمی تھا چنانچہ اس نے بڑی عزت سے اپنے ہاں ٹھیرایا دوسری صبح روانہ ہوئے۔

سارا دن چلتے رہے ایک مسافر خانہ آیا اس میں رات گزاری یہاں سے چمن پہنچنے کے لئے ایک بڑا راستہ ہے ایک چھوٹا۔ اگر افغان علاقے سے تین دن میں پہنچتے ہیں اور انگریزی علاقے سے ایک دن سے بھی کم وقت صرف ہوتا ہے گرفتاری کے خوف سے لمبا راستہ اختیار کیا گیا جنگل میں ایک جگہ ایک اونٹ تھک گیا آپ نے اونٹ والے کو پورا کرایہ دے کر اسے واپس کر دیا۔ ساتھیوں نے اپنے اونٹ پر آپ کو سوار کیا منزل کافی دور کچھ دور جاکر ساتھی تھک گئے آپ نے ٹھہر جانے کی اجازت دی، ہمراہی پولیس افسر نے کچھ روپے مانگے آپ کا معمول کہ پولیس افسر کو ہر سرائے پر دو روپے اور سپاہی کو ایک روپیہ دیتے ایک کلدار روپے کے دو افغانی روپے ملتے تھے آپ نے اسی طرح یہاں بھی روپے دیدیئے سرحد کے بالکل ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ ایک لڑکا جانور چرا رہا تھا ایک سپاہی نے ریوڑ سے ایک دنبہ چرایا اور چلتا بنا آپ نے چرواہے سے پوچھا "آغا ایں ملک از انگلیس است وایں از امیر صاحب"؟ نوجوان نے انگریز کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہوئے کہا "بگو ایں ملک از کفار است وایں از امیر صاحب" منزل کافی فاصلے پر تھی سب چور ہو کر وہاں پہنچے سپاہیوں نے دنبہ ذبح کیا اور کسی اور کو اس کا گوشت نہ دیا وجہ دریافت کی تو کہا "ایں مال حرام بود شما دو ماں عالم ہستید ہیں وجہ شمارا ہیچ نہ دادیم" آپ کے ساتھیوں نے مرغیاں خرید کر پکائیں۔

وہاں سے چل کر تیسرے دن چمن میں پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ راستے میں محمد علی دبرادر مولانا احمد علی رحمتہ اللہ علیہ، کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں بیائید بیائید۔ آپ کی ..... ان سے ملاقات کرائیں مولانا لغاری نے پوچھا وہ کون ہیں کہا "انگریز سے جب جنگ چھڑتی ہے تو وہ سات سو سپاہیوں پر افسر ہوتے ہیں دیکھا تو اس وقت گھاس بیچ رہا تھا۔

محمد خاں ایک سمجھدار آدمی تھا دیانتدار اتنا کہ ایک دفعہ ایک انگریز اس کی حد میں آگیا اسے گرفتار کر لیا، انگریزوں نے بہتیرا روپیہ پیش کیا لیکن نہ لیا اور کابل کے دربار میں بھیج دیا۔ وہاں سے وہ رہا ہوگیا۔ سرکاری طور پر اس کی بڑی عزت تھی اس سے باتیں ہوئیں تو یہ آپ کی سیاست اور علمیت کا قائل ہوگیا اور بہت عزت کی وہاں سے چلے تو رات ایک مسجد میں آئی، امام مسجد بڑے تپاک سے ملا۔ اپنا کھانا جو تیار تھا دیا، قندھار یہاں سے چار میل ہے مشورہ کرنے لگے کہ قندھار میں کس کے ہاں اتریں۔ آپ کی رائے تھی کہ فقیر جان سندھی بھی دوست ہیں اس کے ہاں ٹھہریں لیکن مولانا عبداللہ لغاری اس کے خلاف تھے ان کا خیال تھا کہ آخر وہ سندھی ہے ہمارے سامنے معمولی درجے سے بڑا ہوا بظاہر خوش اخلاقی سے پیش آئے گا۔ اندرونی طور پر ہمیں وہابی بتائے گا اور ہمارا کام خراب کرے گا آپ نے جب دوبارہ فرمایا۔ اس کے ہاں اتریں گے تو مولانا لغاری نے کہا "میں تو اس کے ہاں ہرگز نہ جاؤں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ کوئٹے سے روانہ ہوتے وقت ہمیں امیر بنایا گیا تھا اب تم امیر ہو اور ہم مامور بنتے ہیں اگر کوئی تکلیف ہوئی تو تم اس کے ذمہ دار ہو گے۔ مولانا لغاری نے اس بات کو قبول کر لیا اور فیصلہ دیا کہ ملاں محمد حسن کے ہاں اتریں گے پولیس افسر نے پانچ روپے طلب کئے آپ نے فرمایا "اسے دس روپے دیدیں" سپاہی نے بھی روپے مانگے "تو فرمایا اسے پانچ روپے دیدیں" چنانچہ دیدیئے گئے۔ انہوں نے عمر بھر اتنی رقم نہ دیکھی تھی بہت خوش ہوئے

صبح قندھار شہر کے دروازے پر پہنچے تو دربانوں نے روک لیا کہ منڈی میں ٹھہر جائیں۔ سپاہیوں سے کہا گیا کہ ملاں محمد حسن کے ہاں جانا ہے دربانوں نے بہت روکا۔ لیکن انہوں نے ایک نہ سنی ڈانٹ

۴ ڈپٹ کر ہٹا دیا —— (باقی باقی)

بقیہ بچوں کا صفحہ ۹ سے آگے

سائل نے کہا "ضرور فرمائیے" حضرت رضؓ نے ارشاد فرمایا "خلیفہ کے پاس جاؤ۔ اُس کی بیٹی کا انتقال ہوگیا ہے۔ اُن کی خدمت میں اچھی سی تعزیت پیش کرو!"

سائل نے کہا "بتائیے! کیا کہوں جاکر" حضرت رضؓ نے فرمایا "اُن کی خدمت میں جاکر یوں کہو! ستائش کا سزاوار فقط وہ خدا ہے۔ جس نے اپنی بندی کو اپنے پاس بلا لیا اور آپ کو اس کی قبر پر آنے اور فاتحہ پڑھنے کا موقع دیا اور اُسے یہ غم نہ دیا کہ وہ زندہ رہتی اور آپ کی قبر پر آکر بیٹھتی"۔

سائل یہ جواب لے کر سیدھا خلیفتہ المومنین کے حضور گیا اور تعزیت کے یہی الفاظ کہے۔ یہ الفاظ سن کر خلیفہ کا غم کم ہوگیا اور اُس نے سائل کو انعام مرحمت فرمایا۔ ساتھ ہی یہ بھی پوچھا "سچ کہنا! یہ الفاظ تمہارے ہی ہیں؟" سائل نے جواب دیا "نہیں! حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہیں" خلیفہ نے اس پر کہا "سچ ہے وہ فصاحت کا معدن (خزانہ) ہیں خلیفہ نے اُس کی سچی بات پر پھر اسے مزید انعام مرحمت فرمایا۔

بچوں کا صفحہ

عمل سے زندگی بنتی ہے بچو!

غزوۂ خندق میں آنحضرتؐ نے مہاجرین و انصار کے دوش بدوش خندق کی کھدائی میں حصّہ لیا۔ کبھی آپؐ ان کے ساتھ مل کر مٹی اٹھاتے کبھی خندق کے کھودنے میں حصّہ لینے لگتے گا ہے گا ہے آپؐ بعض اشعار بھی پڑھتے تھے۔

امام بخاری رح کی روایت ہے "صحابہؓ خندق کھود رہے تھے، مٹی اپنی پیٹھ پر ڈھو رہے تھے اور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے

اللھم ان العیش، عیش الآخرہ
فاغفر للانصار والمھاجرہ

اے اللہ! اصلی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ پس اے اللہ انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما!

اور شیدایانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نعرہ لگا رہے تھے۔

نحن الذین بایعوا محمدا
علی الجھاد ما بقینا ابدا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر جہاد کے لئے بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ ہیں۔

کما کر کھانا مانگ کر کھانے سے بہتر ہے

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:۔
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی فقر و فاقہ کی شکایت کرتا ہوا آیا۔ اس نے کہا "یا رسول اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں اس طرح حاضر ہوا ہوں کہ گھر واپس جانے کے بعد بعض لوگوں کو بھوک سے مرا ہوا دیکھوں گا۔ آپؐ نے فرمایا "جاؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ"

وہ چلا گیا کچھ دیر بعد ایک چادر اور پیالہ لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا "اے اللہ کے پیارے رسولؐ! یہ ایک بڑی سی چادر ہے جس کا کچھ حصّہ ہم بچھاتے تھے اور کچھ اوڑھتے تھے اور یہ پیالہ ہے جس میں پانی پیتے تھے"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا "یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں کون لے گا؟"

ایک صحابی رضؓ نے کہا "میں یا رسول اللہؐ!" آنحضرتؐ نے فرمایا "کوئی ایک درہم سے زیادہ بھی دینے کو تیار ہے؟" شمع نبوت کا ایک دوسرا پروانہ بول اٹھا "یا رسول اللہ! میں دو درہم دوں گا"

رحمتِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ دونوں چیزیں تمہاری ہو گئیں" پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو بلایا اور اُسے کام ...... کرنے کی ہدایت کی، اس نے کچھ چھوٹا موٹا کام شروع کیا اور دس درہم کما لئے پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا "اے اللہ کے پیارے رسولؐ! اللہ تعالیٰ نے مجھے برکت دی" آپ نے فرمایا "اے اللہ کے بندے! یہ اس سے اچھا ہے کہ تم قیامت کے دن فقیر بن کر حاضر ہوتے"۔

کام خزانہ ہے

ایک شخص کا ایک بہت بڑا باغ تھا اسی کی رکھوالی میں وہ اور اس کے بیٹے لگے رہتے تھے۔ بوڑھا جب مرنے لگا تو اس نے اپنے لڑکوں کو بلایا اور کہا:۔

"اس باغ میں بہت بڑا خزانہ دفن ہے میں اب دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں، تم جانو اور تمہارا کام، لیکن میری یہ تمنا ضرور ہے کہ تم اس خزانہ کی تلاش سے غافل نہ ہونا، اگر تم یہ خزانہ پا گئے تو زندگی بھر مزے کروگے۔"

باپ کے مرنے کے بعد لڑکوں نے سارا باغ ایک کونے سے دوسرے کونے تک کھود ڈالا، مگر خزانہ نہ ملا البتہ یہ فائدہ ضرور ہوا کہ باغ کو اچھی طرح کھودنے سے اس کی پیداوار بڑھ گئی اور آمدنی میں اضافہ ہو گیا۔

لڑکوں نے سوچا۔ ہم نے باغ کا کوئی گوشہ کھودے بغیر نہیں چھوڑا مگر نہ جانے ہمیں خزانہ کیوں نہیں ملا؟ آخر وہ خزانہ گیا کہاں؟

ان میں سے سب سے سمجھ دار لڑکا باپ کی بات کو پا گیا۔ اُس نے کہا "معلوم ہوتا ہے والد مرحوم کا مطلب خزانہ سے مدفون روپیہ نہیں تھا بلکہ خود یہ باغ تھا۔ ہم نے اچھی طرح اس کی کھدائی اور رکھوالی کی تو اس کی پیداوار میں اضافہ ہو گیا۔ کیا یہ بجائے خود ایک خزانہ نہیں ہے؟ سچ ہے کام ہی تو اصل خزانہ ہے"

پیارے بچو!

جس طرح دنیا کی کھیتی اور باغ کھودنے سے دنیوی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اور طرح طرح کے میوہ جات حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح آخرت کی کھیتی تیار کرنے اور نیک کام کرنے سے نعیم ابدی کے خزانے اور میوہ جات عالم آخرت میں حاصل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان و یقین کے ساتھ اعمال صالحہ انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا صدقہ

ایک روز حضرت امام حسن رضؓ اپنے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک ضرورت مند شخص آپ کے پاس آیا اور آپ سے صدقہ کے طور پر کچھ طلب کیا۔ حضرت امام حسنؓ کے پاس اس وقت نانِ جویں کے لئے بھی کچھ نہ تھا، خالی ہاتھ تھے لیکن صاف انکار کرتے ہوئے آپ کو حجاب محسوس ہوا۔ آپ نے کہا۔ "کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں جس میں ثواب بھی ہے اور فائدہ بھی؟

باقی بر صفحہ ۱۸

نقشہ اوقات سحری وافطاری رمضان المبارک

۱۹۶۴ عیسوی
۱۳۸۳ ہجری
شہر لاہور و مضافات کیلئے

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری منٹ	اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
جمعہ	۱۷ جنوری	یکم رمضان	۳۷	۵	۲۴	۵
ہفتہ	۱۸ "	۲	۳۷	۵	۲۵	۵
اتوار	۱۹ "	۳	۳۷	۵	۲۶	۵
پیر	۲۰ "	۴	۳۷	۵	۲۷	۵
منگل	۲۱ "	۵	۳۷	۵	۲۸	۵
بدھ	۲۲ "	۶	۳۶	۵	۲۹	۵
جمعرات	۲۳ "	۷	۳۶	۵	۳۰	۵
جمعہ	۲۴ "	۸	۳۶	۵	۳۰	۵
ہفتہ	۲۵ "	۹	۳۵	۵	۳۱	۵
اتوار	۲۶ "	۱۰	۳۵	۵	۳۲	۵
پیر	۲۷ "	۱۱	۳۴	۵	۳۳	۵
منگل	۲۸ "	۱۲	۳۴	۵	۳۴	۵
بدھ	۲۹ "	۱۳	۳۳	۵	۳۵	۵
جمعرات	۳۰ "	۱۴	۳۲	۵	۳۶	۵
جمعہ	۳۱ "	۱۵	۳۲	۵	۳۷	۵
ہفتہ	یکم فروری	۱۶	۳۲	۵	۳۸	۵
اتوار	۲ "	۱۷	۳۲	۵	۳۹	۵
پیر	۳ "	۱۸	۳۱	۵	۳۹	۵
منگل	۴ "	۱۹	۳۱	۵	۴۰	۵
بدھ	۵ "	۲۰	۳۰	۵	۴۱	۵
جمعرات	۶ "	۲۱	۳۰	۵	۴۲	۵
جمعہ	۷ "	۲۲	۲۹	۵	۴۳	۵
ہفتہ	۸ "	۲۳	۲۹	۵	۴۴	۵
اتوار	۹ "	۲۴	۲۸	۵	۴۵	۵
پیر	۱۰ "	۲۵	۲۷	۵	۴۶	۵
منگل	۱۱ "	۲۶	۲۶	۵	۴۷	۵
بدھ	۱۲ "	۲۷	۲۶	۵	۴۷	۵
جمعرات	۱۳ "	۲۸	۲۵	۵	۴۸	۵
جمعہ	۱۴ "	۲۹	۲۴	۵	۴۹	۵
ہفتہ	۱۵ "	۳۰	۲۳	۵	۵۰	۵
x	x	x	x	x	x	x

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
اتوار	۱۶ فروری	یکم شوال	عید الفطر			
پیر	۱۷	۲	۲۱	۵	۵۲	۵
منگل	۱۸	۳	۲۰	۵	۵۲	۵
بدھ	۱۹	۴	۱۹	۵	۵۳	۵
جمعرات	۲۰	۵	۱۸	۵	۵۴	۵
جمعہ	۲۱	۶	۱۷	۵	۵۵	۵
ہفتہ	۲۲	۷	۱۶	۵	۵۶	۵

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحری و افطاری کیلئے مندرجہ ذیل منٹ جمع (+) اور منہا (-) کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں

مقامات	اختتام سحری	افطاری	مقامات	اختتام سحری	افطاری
پشاور	+ ۸ منٹ	+ ۱۳ منٹ	خوشاب	+ ۷ منٹ	+ ۸ منٹ
بنوں	+ ۱۳ "	+ ۱۷ "	سرگودھا	+ ۸ "	+ ۸ "
پاراچنار	+ ۱۴ "	+ ۲۲ "	ڈیرہ اسمٰعیل خاں	+ ۱۴ "	+ ۱۳ "
میراں شاہ	+ ۱۵ "	+ ۲۰ "	ڈیرہ غازیخاں	+ ۱۵ "	+ ۱۳ "
کوہاٹ	+ ۹ "	+ ۱۵ "	لائلپور	+ ۵ "	+ ۵ "
کیمبلپور	+ ۵ "	+ ۱۰ "	ملتان	+ ۱۲ "	+ ۱۰ "
میانوالی	+ ۱۰ "	+ ۱۲ "	منٹگمری	+ ۵ "	+ ۵ "
مری	+ ۱ "	+ ۱۱ "	بہاولپور	+ ۱۱ "	+ ۹ "
راولپنڈی	+ ۲ "	+ ۸ "	بہاولنگر	+ ۵ "	+ ۳ "
جہلم	+ ۱ "	+ ۴ "	رحیم یار خاں	+ ۱۸ "	+ ۱۵ "
سیالکوٹ	- ۲ "	- ۱ "	خان پور	+ ۱۷ "	+ ۱۴ "
جھنگ	+ ۵ "	+ ۸ "	شیخوپورہ	+ ۱ "	+ ۱ "
گوجرانوالہ	+ ۱ "	+ ۱ "	گجرات	+ ۲ "	+ ۲ "
مظفرگڑھ	+ ۱۰ "	+ ۱۰ "	چترال	+ ۱۱ "	+ ۱۱ "
کراچی	+ ۲۷ "	+ ۲۷ "	حیدرآباد سندھ	+ ۲۴ "	+ ۲۳ "
شکارپور	+ ۱۵ "	+ ۱۵ "	سکھر	+ ۱۸ "	+ ۱۸ "

تیار کردہ:- احقر الانام غلام قادر مظہر ہیڈ ڈرافٹسمین خالد منزل ایف ۲۷۵۶ لائن سبحان خاں، لاہور ۶

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۴۷